ارتھ سہت

کبیر شبداولی

سوامی شری یگلانند

پبلشرز: جنرل بک ڈپو لوہاری گیٹ لاہور

1630

کبیر دوہاولی

حصہ دوم

ارتھات کبیر شبداولی ارتھ سہت

مرتبہ

شری سوامی یگلانند بھارت پتھک کبیر پنتھی

(پٹنہ (بہار)

پبلشرز

جنرل بک ڈپو بکسیلر اینڈ پبلشرز

اندرون لوہاری دروازہ لاہور

قیمت عہ

حجازی پریس لاہور میں باہتمام حافظ محمد اسماعیل پرنٹر کے چھپا اور بل راج بکسیلر نے شائع کیا۔

بھجن

ہے سب ہی میں سب سے نیارا

جیو جنتو جل تھل سب ہی میں شبد و یاپت بولن ہارا
سب کے نکٹ دور سب ہی سے جن جیسا جن کینہہ وچارا
سار شبد کو جو جن پاوے سو نہیں کرت نیم آچارا
کہیں کبیر سنو بھائی سادھو شبد گہے سو ہنس ہمارا

شکریہ

اپنے احباب کے بے حد اصرار سے مجبور ہوکر تین ماہ پہلے
میں نے بھگت کبیر صاحب کے چیدہ چیدہ دوہوں کو کبیر دوہاولی
کے نام سے اردو لباس میں - اردو داں اصحاب کے سامنے پیش
کرنے کی جرأت کی تھی - اس کتاب کے شائع کرتے وقت
مجھے اتنی اُمید نہ تھی - کہ اس تین ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کتاب
کے تین ایڈیشن ...۲ فی کی ختم ہو جائے گی - اور اس کتاب کی
مانگ اس قدر بڑھ جاوے گی - کہ اس کتاب کے تین ایڈیشن
یکے بعد دیگرے اتنی جلدی شایع کرنے پڑیں گے -

میں ان سب اردو داں اصحاب کا جنہوں نے کبیر دوہاولی کی
متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے. شکریہ ادا کرتا ہوں
یہ کتاب کبیر شبد والی - جو آپ کے ہاتھ میں ہے - کبیر دوہاولی
کا دوسرا حصہ یعنی جو کچھ دوہے باقی تھے - اس میں دے دیئے گئے
ہیں - اور یہ کتاب بھی امید ہے - کہ بہت جلدی ہاتھوں ہاتھ ختم
ہو جاوے گی -

کبیر دوہاولی کے بعد کبیر شبد والی - اور پھر اس کے بعد
کبیر صاحب کے بھجن اور سور داس جی کے بھجن تیار کر کے شائع

کئے جاویں گے اور بنارس آپ کو کبیر صاحب کے دوہوں میں آپ لوگوں کو ملا ہے۔ اس سے بھی زیادہ آپ کو بھگت سورداس جی کے وبراگ کے بھجنوں میں ملے گا۔ اور وہ بھی جلدی ہی چھپ جانے کے بعد اردوداں اصحاب کے پیش کیا جاوے گا۔

مجھے کامل یقین ہے۔ کہ جس طرح اردوداں اصحاب نے کبیر دوہاولی کی متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ اُسی طرح کبیر شبد والی کو بھی اپنا کر میری حوصلہ افزائی کریں گے۔ تاکہ میں اسی قابل ہو سکوں کہ آپ کی سیوا میں اسی طرح کی چند دھارمک چیزیں پیش کرتا ہوں۔

دعاگو

پبلشر

کبیر شبداولی

(۱)

رین سمانی بھانو ہیں ۔ بھانو آکاشئے ماہیہ
آکاش سمانا شبد ہیں ۔ شبد رہا کچھ ناہیہ

ارتھ رات سورج میں سمائی ہے۔ سورج آکاش میں سمایا ہے۔
اور شبد کچھ بھی نہیں رہا۔

(۲)

بلہاری ستے رہی پرش کے ۔ پرچت پرکھن ہار ۔
سائیں دیہنو کھانڈ کو ۔ کھاری بوجھ گنوار

ارتھ اُس پرش کے بلہاری جائیں جو دوسروں کے دل کو پرکھ لیتا ہے۔ سائیں نے تو کھانڈ وی ہے مگر گنوار اُسے نمکین سمجھ رہا ہے

(۳)

کرو بندگی وویک کی ۔ بھیس دھرے سب کوئے
سو بندگی وہی جاندے ۔ جہاں شبد وویک نہ ہوئے

ارتھ پرماتما کی بندگی کرنے کے لئے سب کوئی بھیس دھارن کر لیتا ہے۔ جہاں شبد وویک نہیں وہی بندگی کرنا جانتے ہیں۔

(۴)

کبیر کرم دیکھ ساگر بندھیو ۔ سو یوجن مریاد ھ
بن اکھشر کوئی نہ چھوٹے ۔ سو ہے اکھشر اگم اگادھ

ارتھ کبیر صاحب فرماتے ہیں کرم دیکھا تے سمندر کو بھی باندھ لیا جس کی حد سو یوجن ہے۔ اکھشر کے بغیر کوئی بھی بندھن سے نہیں چھوٹتا۔ اور اکھشر اگم اگادھ ہے جس کا نہ آدھ ہے۔ اور نہ انت

(۵)

کبیر کرم پھانس چھوٹے ناہیں، کینو لاکھ اُپائے
ست گورو ملے تو اُبرے ۔ نا تو پرے جائے

ارتھ کبیر صاحب فرماتے ہیں کرم کی پھانس نہیں چھوٹتی۔ خواہ کتنے ہی اُپائے کرو۔ ست گورو ملیں تو اس پھانس سے چھٹکارا ملتا ہے ورنہ پرے میں جانا پڑے گا۔

(۶)

کہتا ہوں کہے جات ہوں سنتا ہے ۔ سب کوئے
سمرن سے بھلا ہوئیگا ۔ نا تر بھلا نہ ہوئے

ارتھ کہتا ہوں اور کہے جاتا ہوں۔ یہ سب کوئی سُن لے۔ سمرن سے ہی بھلا ہوگا۔ اور کسی طریقہ سے بھلائی نہیں ہو سکتی۔

(۷)

بہو بندھن تے باندھیا ۔ ایک بچارا جیو
جیو بچارا کیا کرے ۔ جو چھڑاوے نہ پیو

ارتھ ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بہت سے بندھنوں میں ایک بچارا

جیو کیا کرے اگر اُسے پرماتما ہی بندھن سے نہ چھڑائیں۔

(۸)

آسن سادھے آپ میں ۔ آپا ڈارے کھوئے
کہو کبیر سو یوگی ۔ سہجے نرمل ہوئے

ارتھ کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے آپ میں آسن لگائے اور اپنے آپ کو کھووے۔ وہی یوگی آسانی سے نرمل ہو جاتا ہے

(۹)

بھرم جیوڑی جگ بندھا ۔ پھر جنمے مر جائے
کہیں کبیر ست گور ملے ۔ تب ست لوک مدھائے

ارتھ ۔ بھرم نے جیو کو سنسار میں باندھ رکھا ہے۔ اسی سے وہ بار بار جنم لیتا اور مر جاتا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب ست گورو ملیں تب ہی وہ ست لوک میں جاتا ہے

(۱۰)

رام رحیم کریما کیشو ۔ ہری حضرت ہے سوئی
گہنا ایکے ورڑ ہے گھنا ۔ دُنیا اور نہ کوئے

ارتھ ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رام ۔ رحیم ۔ کریم ۔ کیشو ۔ ہری ۔ حضرت سب کچھ وہی ہے وہ ایک ہی زیور سب سے بچنتہ زیور ہے۔ اس کا ثانی اور کوئی نہیں۔

(۱۱)

کبیر کبیر تم کیا کرو ۔ سادھو اپنا شریر
پانچوں اندریاں وش کرو ۔ تم ہی درس کبیر

ارتھ - کبیر کبیر تم کیا کرتے ہو - اپنا جسم سادھ لو - پہلے پانچوں اندریوں کو بس میں کرلو - پھر تم ہی کبیر ہو -

(۱۲)

تم پربھو دین دیال ہو ۔ ہم نج داس تمہار
بھو ساگر تے کاڑھ کے ۔ دیجے پار اُتار

ارتھ - تم پربھو دین دیال (غریبوں پر دیا کرنے والے) ہو ہم تمہارے داس (غلام) ہیں ۔ بھو ساگر سے نکال کر ہماری کشتی کنارے لگا دو۔

(۱۳)

گلا کاٹ کر بسمل کریں ۔ تے کافر بے بوجھ
اورن کو کافر کہیں ۔ اپنو کفر نہ سُوجھ

ارتھ - جو دوسروں کا گلا کاٹ کر انہیں بسمل کرتے ہیں ۔ وہ بے بُوجھے کافر ہیں ۔ وہ دوسروں کو تو کافر کہتے ہیں ۔ مگر انہیں اپنا کفر دکھائی نہیں دیتا ۔

(۱۴)

ان بسمل ان جھٹکا کینا ۔ دیا دوہوں سے بھاگی
کہت کبیر سنو بھائی سادھو ۔ آگ دوہاں گھر لاگی

ارتھ - کسی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر ڈالا - اور کسی نے جھٹکا کر لیا - رحم دونوں کے دل سے بھاگ گیا - کبیر صاحب فرماتے ہیں ، کہ اے بھائی سنتو سنو! دونوں کے گھر میں آگ لگ گئی -

(۱۵)

کبیرا تاسوں پریت کر جاکو ٹھاکر رام

پنڈت راجے بھُو پتی آویں کس کے کام
ارتھ - اے کبیر تو اس سے پریت کر جس کو لوگ ٹھاکر اور رام کہتے ہیں۔ پنڈت راجے اور زمیندار کسی کے بھی کام نہیں آتے۔

(۱۶)

صاحب کے دربار میں کمی وستو کی نا نہہ
بندہ موُج نہ پاد ہیں۔ چُوک چاکری ماہنہ
ارتھ۔ صاحب کے دربار میں کسی چیز کی کمی نہیں۔ وہ انسان اپنی مطلوبہ چیز کو حاصل نہیں کر سکتے جو اس چیز کی قیمت ادا کرنے کے نا قابل ہیں۔

(۱۷)

چوٹ ستاوے برہ کی۔ سب تن جاجرہ ہوئے
مارن ہارا جانیئے۔ کے جس لاگی سوئے
ارتھ فراق کی جب چوٹ ستاتی ہے۔ تو تمام جسم۔ دُبلا یا سوہرا خدار ہو جاتا ہے۔ جس سے محبت لگی ہوئی ہوتی ہے۔ اُسی کو لوگ قاتل کہتے ہیں۔

(۱۸)

ہردے بھیتر دون جلے۔ دھواں نہ پرگٹ ہوئے
جا کے لاگی سو لکھے۔ یا جن لائی سوئے
ارتھ۔ دل کے اندر آگ اس طرح جلتی ہے۔ کہ اس کا دھواں نہیں ہوتا اس آگ کو وہی جانتے ہیں۔ جن کے دل میں لگی ہو۔

(۱۹)

اور سُرت لسری سکل۔ لو لاگی رہے سنگت

آؤ جاؤ کا سے کہوں ۔ من راتا گور رنگ

ارتھ ۔ دیگر تمام خیالات بالائے طاق رکھ کر صرف اُسی سے پریت لگی ہوئی ہے ۔ میں آؤ ۔ جاؤ کس سے کہوں ۔ جب کہ میں گورو کے رنگ میں رنگا ہوا ہوں ۔

(۲۰)

جب لگ کتنی ہم کتھی دور رہا جگدیش
لو لاگی کل نہ پڑے ۔ اب بولے نہ حدیث

ارتھ ۔ جب تک ہم باتیں ہی کرتے رہے ۔ اور عمل کچھ بھی نہ کیا تب تک ہم پرماتما سے دور رہے ۔ جب اُن سے لو لگ گئی ۔ ان سے ملے بغیر چین نہیں آتا ۔ اب قیل و قال کی ضرورت نہیں رہی ۔

(۲۱)

گور پشو نر پشو ۔ تریا پشو ۔ وید پشو سنسار
مانس سوئی جانیئے جاکو دویک وچار

ارتھ ۔ جو اصلیت کو نہ سمجھ کر گورو کی غلط ٹیک باندھتے ہیں ۔ وہ گورو پشو کہلاتے ہیں ۔ اسی طرح نر پشو اور تریا پشو ہیں ۔ جو ویدوں کو پڑھ کر ان کے مطلب کو نہیں جانتے ۔ خواہ وہ زبان سے وید وید چلاتے ہیں ۔ وہ ویدوں کے پشو ہیں ۔ انسان وہی ہے جس میں عقل و تمیز ۔ غور و فکر ہے ۔

(۲۲)

جو تجھ کو کانٹے بوئے ۔ تاہی بوئے تو پھول
تجھ کو پھول کے پھول ہیں ۔ واکو ہیں ترسول

ارتھ جو تیرے لئے کانٹے بوتا ہے تو اُس کے لئے پھُول بو۔ تیرے لئے وہ کانٹے بھی پھُول ہیں۔ تبھی اس کو کانٹے بھی پھُول دکھائی دیتے ہیں۔

(۲۳)

کبیرؔ کھلایا۔ کوکری۔ کرت بھجن ہیں بھنگ
یاکو ٹکڑا ڈار کر۔ سمرن کرو نشنگ

ارتھ۔ اے کبیر۔ پیٹ بڑی بلا ہے۔ بھوک کے باعث بھجن ہیں وگھن ڈالتا ہے۔ اس کے آگے روٹی کا ٹکڑا ڈال کر بیفکری سے سمرن کر

(۲۴)

سُکھ دیویں دُکھ کوہریں دُور کریں اپرادھ
کہیں کبیرؔ وہ کب ملیں پرم سنیہی سادھ

ارتھ۔ جو سُکھ دیتے ہیں دُکھ کو دُور کر اور قصور مُعاف کرتے ہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایسے مہربان گورو مشکل سے ملتے ہیں۔

(۲۵)

جوگورو بسین بنارسی ۔ شش سمندر تیر
ایک پلک بسرے نہیں جوگن ہوئے شریر

ارتھ۔ اگر گورو بنارس میں ہوں اور چیلا سمندر کے کنارے رہتا ہو۔ اگر اس چیلے کے شریر میں گُن ہیں۔ تو وہ ایک پل کے لئے بھی گورو کو نہیں بھُول سکتا

(۲۶)

لکشن کوش جو گورو بسیں۔ دیجے سرت پٹھائے
شبد تری اسوار ہوئے چھن آوے چھن جائے

ارتھ۔ اگر گورو لاکھ کوس کے فاصلہ پر بستے ہوں۔ تب تم اپنے خیال کو وہاں تک پہنچا سکتے ہو۔ خیال شبد کے گھوڑے پر سوار ہو کر آ سکتا اور جا سکتا ہے۔

(۲۷)

لالی اپنے لال کی جت دیکھوں تت لال
لالی دیکھن میں گئی۔ میں بھی ہو گئی لال

ارتھ۔ مجھے اپنے لال کی لالی (سرخی) جس طرح دیکھوں سرخ ہی نظر آتی ہے۔ میں تو اپنے لال کی سرخی دیکھنے گئی تھی۔ مگر میں بھی سرخ ہو گئی۔ مطلب یہ کہ اپنے پرم پتا کا خیال دل میں بساؤ۔ اور اس طرح اپنے آپ کو اس میں محو کر دو۔ کہ اس کے سوا کچھ نظر نہ آوے۔

(۲۸)

کامی تو بہوتے ترے۔ کرودھی ترے اننت
لوبھی جیو ڑا نہ ترے۔ کہیں کبیر سد ھنت

مطلب۔ کامی پرش تو بے شمار تر گئے۔ کرودھی بھی بیحد تر گئے۔ مگر لوبھی انسان نہ ترا۔ فقیر کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

(۲۹)

کال کو جیو مانے نہیں۔ کوٹن کرون بجھائے
میں کھینچوں ست لوک کو۔ باندھا یم پور جائے

ارتھ - جیو موت کو نہیں مانتا۔ گو میں نے اُسے کئی بار سمجھایا۔ میں اُسے ست لوک کی طرف کھینچتا ہوں مگر وہ بندھن سے جکڑا ہوا یم پور یعنی نرک کو چلا جا رہا ہے۔

(۳۰)

بہتا ہے بہہ جان دے - بہیں لگاویں ٹھور
کہا ہمارا نہ آدرے - دیوں دھکا دو اور

ارتھ - اگر وہ بہتا ہے اُسے بہہ جانے دے۔ بہتے ہوئے خود ہی ٹھکانے پر لگ جائیں گے۔ اس نے ہمارے حکم کی قدر نہیں کی۔ اُسے دو ایک دھکے اور دیدو۔

(۳۱)

رگ رگ بولے رام جی - اوم اوم رنکار
سہجے ہی دھنی ہوت ہے - سوہی سمرن سار

ارتھ - رگ رگ سے رام جی کا نام نکلے۔ اور روم روم سے اونکار کا اچارن ہو۔ اس طرح آسانی سے دھنی ہوتی ہے۔ یہی بھگتی کا مطلب ہے۔

(۳۲)

من ہی کو پربودھیئے - من ہی کو اپدیش
جو یہ من بس آوہی - تو شش ہوئے سب دیش

ارتھ - من ہی کو قابو میں کیجئے - اور من ہی کو اپدیش دیجئے۔ جو یہ من قابو میں آجائے تو تمام ملک شاگرد ہو جائے۔

(۳۴)

جیتی لہر سمندر کی تی تی من کی دوڑ
سہجے ہیرا بیچے ۔ جو من آوے ٹھور

ارتھ ۔ جتنی سمندر کی لہر ہے ۔ اتنی ہی من کی دوڑ ہے ۔ اگر یہ من ٹھکانے ہو تو آسانی سے ہیرا پا لیتا ہے ۔

(۳۵)

من موٹا من پاتلا ۔ من پانی من لائے
جیسی من سے اُپجے ۔ تیسے ہی ہو جائے

ارتھ ۔ یہ دل موٹا بھی ہے اور پتلا بھی ۔ یہ دل پانی بھی ہے اور آگ بھی دل میں جس طرح کے خیالات پیدا ہوتے ہیں ۔ اُنہیں خیالات کے مطابق یہ دل بھی ہو جاتا ہے ۔

(۳۶)

کبہوں من گگنا چڑھے ۔ کبہوں گرے پاتال
کب ہوں من اُن میں لگے ۔ کب ہوں جاوے چال

ارتھ ۔ کبھی یہ دل آسمان پر چڑھ جاتا ہے ۔ کبھی پاتال میں گر پڑتا ہے ۔ کبھی تو دل پربھو بھگتی میں لگ جاتا ہے ۔ اور کبھی اُلٹی چالیں چلتا ہے ۔

(۳۷)

پانچوں سے من بندھیا ۔ پھر پھر دھرے شریر
جو یہ پانچوں بس کرے سوئی لاگے تیر

ارتھ ۔ پانچوں اندریوں سے یہ من بندھا ہوا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ

باربار جنم لیتا ہے اگر یہ انسان پانچوں اندریوں کو بس میں کرے تو
پھر یہ تیر کی موافق سیدھا ہو جائے گا۔

(۳۸)

دوڑت دوڑت دوڑیا۔ جب لگ من کی دوڑ
دوڑ تھکے من ٹھر بھیا۔ وستو ٹھور کی ٹھور

ارتھ۔ جب تک من دوڑ رہا ہے۔ تجھے بھی وہ اپنے ساتھ دوڑا رہا ہے
جب من دوڑ نا دوڑ تا تھک جاتا اور ساکن ہو جاتا ہے۔ تو تیری
بھی حرکت بند ہو جاتی ہے۔ اور چیز وہیں کی وہیں رہتی ہے۔

(۳۹)

ہم باسی اُس دیش کے جہاں ست پرش کی آن
سُکھ دُکھ کوئی ویاپے نہیں سب دن ایک سمان

ارتھ۔ ہم اس مُلک کے باشندے ہیں۔ جہاں ست پرش براجمان ہیں۔
وہاں سُکھ دُکھ کا کوئی وجود نہیں۔ اور سب دن ایک سمان ہیں۔

(۴۰)

پنجر پریم پرکاشیا۔ جاگی جوت انت
سنشے چھوٹا بھے مٹا۔ ملا پیارا کنت

ارتھ۔ جسم کے اندر پریم کا ظہور ہوا۔ پُر جلال روشنی پیدا ہو گئی۔
شک جاتا رہا۔ خوف مٹ گیا۔ پیارے پریتم سے وصال ہوا

(۴۱)

پون نہیں پانی نہیں۔ نا ہیں دھرن آکاش
تہاں کبیرا سنت جن۔ صاحب پاس خواص

ارتھ۔ جہاں ہوا نہیں۔ پانی نہیں۔ زمین نہیں۔ آسمان نہیں۔ ایسے گمبھیر
سنت جن وہاں رہتے ہیں۔ اور صاحب (بھگوان) اُن کی حضوری
ہیں۔

(۴۲)

جاکو سائیں رنگ دیا۔ کبھی نہ ہوئے کو رنگ
دن دن بانی اُجلی۔ چڑھے سوایا رنگ

ارتھ۔ جن کو سائیں نے رنگ دیا ہے۔ ان کا رنگ کبھی نہیں بگڑتا۔ دن
بدن گفتگو اشتر بد ہیز ہوتی جاتی ہے۔ اور رنگ سوایا چڑھ
جاتا ہے۔

(۴۳)

جاکے من وشواس ہے۔ تاسوں کیجئے پریت
آپ ترے پربھو نام لے اور ہوتا رہے میت

ارتھ۔ جس کے دل میں وشواس ہے۔ اسی سے پریت کیجئے۔ آپ جو پربھو
کا نام لے کر تر جاتا ہے۔ اور دوسروں کا بھی دوست ہوتا ہے۔

(۴۵)

من کے بہوتے رنگ ہیں۔ چھن چھن بدلے سوئے
ایک رنگ میں جو رہے۔ ایسا برلا کوئے

ارتھ۔ دل کے بے شمار رنگ ہیں وہ لمحہ لمحہ بدلتے رہتے ہیں۔ جو ایک
رنگ میں رہے۔ ایسا کوئی شاذ ہوگا۔

(۴۶)

من کے متے نہ چالیے۔ من کی متے انیک

جو من پر اسوار ہے۔ سو سادھو کوئی ایک
ارتھ - دل کے خیالات بے شمار ہیں - جو دل کی رائے کے مطابق عمل نہیں کرتا
جو من کے گھوڑے پر سوار ہے - وہ ہزاروں میں ایک ہی سادھو ہوگا -

(۴۷)

کبیر نربندھن بندھ رہا - بندھ نربندھن ہوئے
کرم کرے کرتا نہیں - داس کہاوے سوئے
ارتھ - اے کبیر نر انسان بندھن میں پھنس رہا ہے - اور جو بندھن میں
پھنسا ہوا ہے - نربندھن ہو رہا ہے وہ تو کرم کرتا ہوا بھی مکت نہیں
ہو سکتا - وہ تو داس (غلام) کہلاتا ہے -

(۴۸)

پہلے یہ من کاگ تھا - کرتا جیون گھات -
اب تو من ہنسا بھیا - موتی چن چن کھات
ارتھ - پہلے یہ من کوا تھا - اس کا کام جیون گھات کرنا تھا - اب یہ من
ہنس ہو گیا ہے - موتی چن چن کے کھاتا ہے -

(۴۹)

کبیر من پربت تھا - اب ہیں پایا جان
ٹانکی لاگی پریم کی - نکلی کنچن کھان -
ارتھ - اے کبیر پہلے یہ من پربت تھا - اب ہیں نے اس کو پا لیا
ہے - جب اس کو پریم کی چوٹ لگی تو یہ سونے کی کان نکلا -

(۵۰)

پریمی جن کے درس سے چھوٹے کرم کلیش

پریم بھاوٗ ایک چاہیئے۔ کیا گرِھی کیا بھیس
ارتھ۔ پریمی کجن کے دیدار سے تمام کلیش چھوٗٹ گئے۔ پریم بھاوٗ ایک ہونا چاہیئے۔ خواہ بھیس کوئی بھی کیوں نہ ہو۔

(۵۱)

ایکے جان ایکے سمجھ۔ ایکے کے گُن گائے
ایک رکھ ایک پرکھ۔ ایکے سون چت لائے
ارتھ۔ اُسی ایک کو ہی جاننا چاہیئے۔ اُسی ایک کو ہی سمجھنا چاہیئے اُسی ایک کے ہی گُن گانے چاہیئں۔ اُسی ایک کو پرکھنا چاہیئے اسی ایک سے دل لگانا چاہیئے۔

(۵۲)

نیچ نیچ سب تر گئے۔ سنت چرن لولین
جات ہی کے ابھمان سے بوڑے سکل کلین
ارتھ۔ جنہوں نے سنت سادھوؤں کے چرن پکڑ لیئے۔ وہ نیچ ہوتے ہوئے بھی بھوساگر سے تر گئے۔ ذات کے ابھیمان سے تمام کولین برہمن پتت ہو گئے۔

(۵۳)

گار انگارا۔ کرودھ جھل۔ نندیا دھواں ہوئے
ان تینوں کو پرہرے۔ سادھ کہاوے سوئے
ارتھ۔ گالی انگارا ہے۔ غصہ بھبھکتا ہوا شعلہ ہے۔ غیبت گوئی دھواں ہے۔ ان تینوں کو جو چھوڑ دے وہی سادھو کہلاتا ہے۔

(۵۴)

مُورکھ کے سمجھاوَنے ۔ گیان گا نٹھ سے جلئے
کویلہ ہوے نہ اُجرا ۔ چاہے سومن صابن لائے

ارتھ ۔ مورکھ کو سمجھانے پر گیان گا نٹھ سے جاتا رہتا ہے ۔ کوئلہ سفید نہیں ہوسکتا خواہ سومن صابن سے اسے دھویا جائے ۔

(۵۵)

جیسی مُکھ سے نِکسے ۔ تیسے چالے ناہنہ
مانش نہیں وہ سوان گت باندھے یم پور جاہنہ

ارتھ ۔ جیسی منہ سے بات نکلتی ہے ۔ ویسا اُس پر عمل نہیں کیا جاتا ۔ جو کہنے کے مطابق عمل نہیں کرتے وہ پشو ہیں جکڑے ہوئے نرک میں جائیں گے ۔

(۵۶)

تن من دیا تو بھل کیا ۔ جا سِر سر کا بھار
جا کبھوں کہہ میں دیا ۔ تو بہت سہیگا مار

ارتھ ۔ اگر تو نے کسی دھرم کے کام میں تن من دیا ہے تو بھلا کیا ہے اس سے تیرے سر سے گناہوں کا بوجھ اتر جائے گا ۔ اور اگر کبھی غرور سے تو نے یہ کہہ دیا ۔ کہ یہ میں نے دیا ہے ۔ تو سخت مصیبت اُٹھائے گا ۔

(۵۷)

تن من دیا اپنا نج من تا کے سنگ
کہیں کبیر نربھئے بھیا سُن ست گرو پرسنگ

ارتھ۔ جس نے اپنا تن من اس کے ارپن کر دیا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ وہ ست گور کی باتیں سُن کر نربھے (بے خوف) ہو گیا۔

(۵۸)

سنگت ہی گُن اپجیں۔ سنگت ہی گُن جائیں
بانس گھانس اور مصری ایک ہی مول بکائیں

ارتھ۔ سنگت سے ہی گُن (وصف) پیدا ہوتے ہیں۔ سنگت سے ہی گُن جاتے رہتے ہیں۔ گھاس۔ بانس اور مصری ایک ہی قیمت پر فروخت ہوتی ہیں۔

(۵۹)

ردھ سدھ مانگوں نہیں۔ مانگوں تم سے ایہہ
نس دن درشن سادھ کا۔ کہیں کبیر موہے دیہہ

ارتھ۔ میں ردھی سدھی نہیں مانگتا۔ میں تو تم سے یہ مانگتا ہوں۔ کہ ہر روز سادھو کا درشن نصیب ہو۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔

(۶۰)

پکھشن اپکھشن کے کارنے سب جگ رہا بھولان
پنکھشن ہوئے کی ہری بھجے سوہی سنت سوجان

ارتھ۔ پکھش اپکھش کے باعث سب جگت بھول رہا۔ یعنی غلطی کر رہا ہے جو بے لحاظ ہو کے ہری کا سمرن کرے تو سنت گیانی ہے۔

(۶۱)

جاپ مرے رجپا مرے۔ انحد بھی مر جائے
سُرت سمانی شبد میں۔ تاہی کال نہیں کھائے

ارتھ۔ جاپ بھی مر جاتا ہے۔ اجپا بھی لقمۂ اجل ہو جاتا ہے۔ انحد بھی موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ سُرت شبد میں سمائی ہوئی ہے۔ اسلئے وہ اجل کا شکار نہیں ہوتی۔

(۶۲)

مانش دیہی پائے کے۔ چُوکے اب کی گھات
اِنی پڑے بھو چکر میں سہے گھنیری رات

ارتھ۔ انسانی جسم حاصل کردہ اپنے فرائض بھول گیا۔ اس لئے اسے بھو چکر میں جانا اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

(۶۳)

شبد بنا سُرتی آندھیری۔ کہو کہاں کو جائے
دوار نہ پائے شبد کا۔ پھر پھر بھٹکا کھائے

ارتھ۔ شبد کے بغیر عقل اندھی ہے۔ کہو کہاں جائے۔ چونکہ وہ شبد کا دروازہ نہیں پاتی۔ اس لئے بار بار بھٹکتی پھرتی ہے۔

(۶۴)

مایا سرشٹی مایا رچی۔ جیو انیک بنائی
اُن سے سب کچھ ہوت ہے۔ کہے کبیر سمجھائی

ارتھ۔ مایا نے سرشٹی کی مایا رچی۔ اور انیک جیو پیدا کئے۔ کبیر صاحب سمجھا کر کہتے ہیں کہ اُن ہی سے سب کچھ ہوتا ہے۔

(۶۵)

گورو لو بھی ششش لالچی دونو کھیلیں داؤ۔
دو ڈُوبوڑے باپ رے۔ چڑھ پتھر کی ناؤ۔

ارتھ۔ گورو لوبھی اور چیلا لالچی ہے۔ دونو ہی داؤ کھیل رہے ہیں۔ وہ پتھر کی کشتی پر سوار ہیں۔ دونو ہی ڈوب جائیں گے۔

(۶۶)

جب من لاگے لوبھ سون۔ گیا وِش ہیں وِشش ہوئی
کہے کبیر وچار کے۔ یہی پرکار دھن ہوئی

ارتھ۔ جب من لوبھ کرنے لگا۔ وہ زہر ہیں زہر بونے لگا۔ کبیر صاحب وچار کر کے کہتے ہیں۔ کہ اس طرح دھن (دولت) جمع ہونے لگا۔

(۶۷)

بہت جتن تب کینو۔ سب چھل کرودھ نشائے
کہے کبیر دھن سنچے۔ چور موس لے جائے

ارتھ۔ تب بہت تدبیریں کی گئیں۔ غصے کے آگے کسی کی بھی پیش نہیں گئی۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس طرح دولت جمع کی ہوئی۔ چور چرا کر لے گئے۔ اُسی طرح یہاں بھی ہوا۔

(۶۸)

دشو دشا سے اُٹھی۔ پربل کرودھ کی آگ
سنگتی شیتل سادھو کی۔ شرن ابریئے بھاگ

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ زبردست غصے کی آگ دس اطراف سے بھڑک اُٹھی ہے۔ یہ آگ شیتل سوبھاؤ۔ سادھو کی شرن لینے سے بجھ سکتی ہے۔

(۶۹)

یہ سینا سب موہ کی۔ کہے کبیر سمجھائے

ان سے جو کوئی باچی۔ بھو ساگر تر جائے

ارتھ۔ کبیر صاحب سمجھا کر کہتے ہیں۔ یہ سب موہ کی فوج بہت خطرناک ہے۔ ان سے جو کوئی بچ جائے وہ بھوساگر سے پار اُتر جاتا ہے

(۷۰)

لوک لوک سب ہی کہیں۔ کون وشا ہے لوک

لوک لاج کل تور ہی۔ تاہی کال نہیں روک

ارتھ۔ لوک لوک سب کوئی کہتے ہیں۔ لوک کیسا ہے۔ جس کو لوک لاج کا خیال ستاتا ہے۔ وہ موت سے بھی ڈرتا رہتا ہے۔

(۷۱)

جن جن پنھتون چالنا۔ سوہی پنتھ سنوار

جنم مرن دکھ یاد کر۔ کوڑے کام نوار

ارتھ۔ تو نے جس مذہب کو اختیار کر لیا ہے۔ اس کی اصلاح کر جنم مرن دُکھ یاد کر اور جھوٹے کام چھوڑ دے

(۷۲)

گورو کو کیجے ونڈوت۔ کوٹ کوٹ پرنام

کیٹ نہ جانے بھرنگی کو۔ گور کر لین آپ سمان

ارتھ۔ گورو کو ونڈوت کیجئے۔ کوٹ کوٹ پرنام کیجئے۔ جس طرح کیڑا مکڑی کو نہیں جانتا۔ مگر وہ مکڑی کے جالا میں پھنس کر مکڑی کی مانند ہو جاتا ہے۔ اسی طرح گورو اپنے کرپا سے ششش کو اپنے مانند بنا لیتے ہیں۔

(۷۳)

یہ تن وِش کی بیلڑی۔ گورو امرت کی کھان
سیس دیئے جو گورو ملیں۔ تو بھی سستا جان

ارتھ۔ یہ جسم زہر کی بیل ہے۔ اور گورو امرت کی کان ہیں۔ اگر سر دینے سے گرو ملیں تو بھی سستا سمجھ۔

(۷۴)

پانچ تتو کا پتلا۔ مانش دھریا نام
دنا چار کے کارنے۔ پھر پھر روکے ٹھام

ارتھ۔ پانچ عناصر کا پتلا جس کا نام انسان رکھا ہوا ہے۔ چار دن کی زندگی کے باعث بار بار جنم لیتا ہے۔

(۷۵)

پڑھا لکھا سوچا بہت۔ مٹا نہ سنشے مُول
کہیں کبیر کا سون کہوں۔ یہ سب دکھ کا مَول

ارتھ۔ بہت پڑھ لیا۔ لکھ دیا۔ اور سوچ لیا۔ مگر سنشے (شک) نہ مٹا کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ سب دُکھ کا کارن کس سے کہوں۔

(۷۶)

شبد ہمارا ہم شبد کے۔ شبد برہم کا روپ
جو چاہے دیدار کو۔ پرکھ شبد کا روپ

ارتھ۔ شبد ہمارا ہے۔ ہم شبد کے ہیں۔ شبد پرہما کا روپ ہے۔ اگر تو دیدار چاہتا ہے۔ تو شبد کے روپ کو پرکھ۔

(۷۷)

شبد شبد سب کوئی کہے۔ شبد کے ہاتھ نہ پاؤں
ایک شبد اوشدھی کرے ایک شبد کرے گھاؤ

ارتھ۔ شبد شبد سب کوئی کہتا ہے۔ مگر شبد کے ہاتھ ہیں نہ پاؤں۔ ایک شبد علاج کرتا ہے۔ اور ایک شبد زخم۔

(۷۸)

شبد ہمارا آدی پل پل کیجے یاد
انت پھلیگی ماہنسہ کی باہر کی برباد

ارتھ۔ شبد ہمارا ازل سے ہے۔ اُسے پلپل یاد کیجئے۔ آخر اندر کی پھلے گی اور باہر کی برباد ہو جائے گی۔

(۷۹)

ایک شبد سُکھ راس ہے۔ ایک شبد دُکھ راس
ایک شبد بندھن کٹے۔ ایک شبد گلے پھانس

ارتھ۔ ایک شبد سُکھ دینے والا ہے۔ اور ایک شبد دکھ دینے والا۔ ایک شبد بندھن کاٹ دیتا ہے۔ اور ایک شبد گلے میں پھانسی ڈالتا ہے۔

(۸۰)

یہی بڑائی شبد کی۔ جیسے چمبک بھائے
بنا شبد نہیں اُبرے۔ کیتنے کرے اپائے

ارتھ۔ شبد کی یہی عظمت ہے۔ جسطرح مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اسی طرح شبد الشان کو۔ غواہ کتنے ہی اُپائے کئے جائیں

شبد کے بغیر کوئی انسان اُبر نہیں سکتا۔

(۸۱)

جا کھو جت برہما تھکے۔ سُنر مُنی دیوا
کہیں کبیر سُن سادہوا۔ کرست گور سیوا

ارتھ۔ یوگی مُنی اور دیوتا۔ جہاں تک کہ برہما بھی جس کی تلاش کرتے ہوئے تھک گیا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ اے سادھو سُن اس ست گورو کی سیوا کر۔

(۸۲)

سمرن سے چت لایئے جیسے دیپ پتنگ
پران تجے چھن ایک میں جیرت نہ مورے انگ

ارتھ۔ سمرن سے اس طرح دل لگانا چاہیئے۔ جس درح پروانہ شمع سے لگاتا ہے۔ وہ ایک پل میں پران تیاگ دیتا ہے۔ مگر اس کے انگ یعنی عضو نہیں جلتے۔

(۸۳)

رام نام کو سمرتے ادھم ترے سنسار
اجامیل۔ گنگا۔ کچھج۔ سرنا۔ سوری نار

ارتھ۔ رام نام کا سمرن کرتے ہوئے۔ نیچ بھی سنسار ساگر سے تر گئے مثلاً اجامیل۔ گنگا۔ ویشوا۔ کچھج۔ سرنا۔ چمار اور بھیلنی

(۸۴)

جپ تپ سینم سادھنا سب سمرن کے ناہیں
کبیرا جانے رام جن سمرن سم کچھو ناہیں

ارتھ۔ جپ تپ سنتم اور سادھن یہ سب سمرن کے طریقے ہیں۔ اے کبیر! یہ رام بھگت ہی جانتے ہیں۔ کہ سمرن کے برابر اور کچھ نہیں۔

(۸۵)

رام نام کو سمرتے اُدھرے پتت انیک
کہہ کبیر۔ نا چھوڑیئے رام نام کی ٹیک

ارتھ۔ رام نام کا سمرن کرتے ہوئے انیک پتت تر گئے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ رام نام کی ٹیک نہیں چھوڑنی چاہیئے۔

(۸۶)

من پھرتا سے رہت کر جا ہی ودھی سے ہوئے
چاہے بھگتی چاہے دھیان کر چاہے گیان سے کھوئے

ارتھ۔ جس طریقے سے ہو سکے من کو بھٹکنے نہ دے۔ خواہ بھگتی سے خواہ دھیان سے خواہ گیان سے اپنے آپ کو کھو دے۔

(۸۷)

سانس سپھل وہی جانیئے۔ ہری سمرن میں جائے
اور سانس یونہی گئے کر کر بہت اُپائے

ارتھ۔ وہی سانس سپھل (کامیاب) سمجھئے۔ جو ہری سمرن میں گذر جائے دیگر بہت اُپائے استعمال میں لانے سے باقی سانس یونہی بیفائدہ چلے گئے۔

(۸۸)

سبھی رسائن ہم کری نہیں نام سم کوئے
انچک گھٹ میں سنچرے سب تن کنچن ہوئے

ارتھ۔ ہم نے سب اوپائے کر کے دیکھ لئے نام کے برابر کوئی رسائن نہیں۔ اے متلاشی حق یہ کانچ کا جسم بھی اس رسائین کے استعمال سے کندن ہو جاتا ہے۔

(۸۹)

کبیرا سب جگ نردھنا دھن ونتا نہیں کوئے
دھن ونتا سوئی جانئے۔ جاہی نام دھن ہوئے

ارتھ۔ اے کبیر سب دنیا بے زر ہے۔ اس سنسار میں دولتمند کوئی نہیں ہو دولتمند اُسی کو جانیئے۔ جس کے پاس نام کا دھن ہے۔

(۹۰)

سادھن یگیہ انیک ہے۔ سرے نہ ایکو کام
بنا بھگتی بھگونت کے جیو نہ لے وشرام

ارتھ۔ سادھن یگیہ انیک (بے شمار) ان سے ایک بھی کام پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ بھگوان کی بھگتی کے بغیر جیو کو کسی طرح بھی آرام نہیں مل سکتا۔

(۹۱)

رام نام جپتے رہو۔ جب لگ گھٹ میں پران
کبھو تو دین دیال کے بھنک پڑیگی کان

ارتھ۔ جب تک جسم میں جان ہے۔ رام نام جپتے رہو۔ کبھی تو اس دین دیال کے کانوں میں بھنک پڑے گی۔

(۹۲)

دنیا سینتی دوستی ہوئے بھجن میں بھنگ

ایکا ایکی رام سے کے ساد ہو کے سنگ

ارتھ۔ دنیا کے ساتھ دوستی کرنے کے لئے بچن میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دنیا کی دوستی نہ کسی سادھو کی سنگت کرنے دیتی ہے اور نہ رام سے وصال۔

(۹۳)

رام نام جانا نہیں۔ پالا سکل کٹنب
دھندے ہیں ہی پچ مرا بار بھی نہیں بمب

ارتھ۔ رام نام کو تو جانا نہیں۔ مگر تمام کنبہ پالتا رہا۔ دنیاوی کاروبار میں ہی تمام زندگی صرف کر دی۔ مگر ترشنا نہ مٹی۔

(۹۴)

کیا بھروسہ دیہہ کو۔ بنسی جات چھن ماہیں
سانس سانس سمرن کرو۔ اور تین کچھ ناہیں

ارتھ۔ اس جسم کا کیا بھروسہ جو پل میں ضایع ہو رہا ہے۔ لمحہ لمحہ پربھو کی یاد کرو۔ اُس تک رسائی کرنے کا اور کوئی طریقہ نہیں۔

(۹۵)

دیہہ دھرے کا پھل یہی بھج من کرشن مرار
مانش جنم کی موج یہ ملے نہ بارم بار

ارتھ۔ جسم دھارن کرنے کا یہی پھل ہے۔ کہ اے من تو کرشن مراری کا بھجن کرے۔ منش جنم کی یہ موج بار بار نہیں ملتی۔

(۹۶)

گورو گورو میں بھید ہے۔ گورو گورو میں بھاو

گورو سدا سو بندیئے شبد تباوے واو

ارتھ ۔ گورو گورو میں فرق ہے ۔ گورو گورو میں اختلاف ہے ۔ گورو ہمیشہ اس کو بنانا چاہیئے ۔ جو شبد کی اصلیت و ماہیت کو بتلانے والا ہو ۔

(۹۷)

سروگیہ ساگر کھوجھی ۔ سب گرنتھن کو سار
کہیں کبیر نج مول کو ستیہ شبد آدھار

ارتھ ۔ تمام گرنتھوں کا نچوڑ یہ ہے ۔ کہ سروگیہ ساگر کی تلاش کرو کبیر صاحب فرماتے ہیں کہ اصل جڑھ کو حاصل کرنے کا ستیہ شبد ہی آدھار ہے ۔

(۹۸)

چار وید کو بھید ہے ۔ چار مکتی و چار
پانچویں مکتی بیر نگ ہے کیول بھگتی آدھار

ارتھ ۔ پرانوں ویدوں میں بھی مکتی کے بارے میں اختلاف ہے وہ بھی چار قسم کی مکتی بتلاتے ہیں ۔ پانچویں قسم کی مکتی بے رنگ ہے ۔ اس کو حاصل کرنے کا صرف بھگتی آدھار ہے ۔

(۹۹)

پرم دھام سوئی پہنچے جائی
جن پرماتما جنہوں بھائی

ارتھ ۔ جنہوں نے پرماتما کے نام کا جاپ کیا ہے ۔ وہی سرگ دھام میں پہنچے ہیں ۔

(۱۰۰)

بیتے پُنیہ بھوگ سو کینہے۔ آئی دھرے جگ دیہہ
جب لگ دان پُنیہ کی آشا۔ تب لگ سُر پور نیہہ

ارتھ۔ جو پُنیہ گذشتہ جنم میں کئے ہیں۔ اُن کو بھوگنے کے لئے انسان اس سنسار میں جنم دھارن کرتا ہے۔ جب تک دان پن کی آشا ہے تب تک سُرپور سے محبت ہوتی ہے۔

(۱۰۱)

مایا پربل سبنی میں جو چاہے سو ہوئے
لکھ چوراسی ان رچی مرم نہ جانے کوئے

ارتھ۔ مایا سنسار میں اتنی زبردست ہے کہ جو چاہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس مایا نے ہی لکھ چوراسی رچی ہے۔ اس کا کوئی مرم نہیں جانتا۔

(۱۰۲)

جیسے روپ نرنجن تیسے تینوں بار
پرلے کال پیدا بھیئے۔ پرلے کرت سنسار

ارتھ۔ جس طرح نرنجن کا روپ ہے۔ اُسی طرح ان تینوں کا بھی کال نے پرلے پیدا کیا اور پرلے تھے سنسار

(۱۰۳)

پنڈت برہمانڈ تب نہ تھا۔ نہیں لوک وستار
پُرش ایک نشچل تھا۔ جن کی سکل پسار

ارتھ۔ پنڈ برہمانڈ تب موجود نہ تھا۔ اور نہ ہی یہ وسیع دُنیا۔ صرف ایک پُرش نشچل تھا۔ جن کا یہ سکل پسار ہے۔

(۱۰۴)

پُرش ہم سون جو کہی۔ سوتو ہی دینہہ دکھائے
اور دھرم ناہیں کوئی ہون سنو دھرمنی چیت لائے

ارتھ۔ اس پرش نے جو بات ہم سے کہی۔ سو وہ بات ہیں نے تمہیں دکھا دی
اس کے سوا اور کوئی دھرم نہیں۔ اسے دھرم داس چیت لگا کر سنو۔

(۱۰۵)

کبیر من تو ایک ہے۔ بھاوی جہاں لگائے
کے سیوا کر سادھ کی کے گورو کے گن گائے

ارتھ۔ اے کبیر من تو ایک ہے۔ جہاں چاہیں۔ لگا دے۔ خواہ کسی سادھو
کی سیوا کر۔ خواہ گورو کے گُن گائیے

(۱۰۶)

نانا روپ وان ایک کنہیا
چاروں ان کا ہو نہ چینہیا

ارتھ۔ ایک وان ہے اور کئی طرح کے روپ ہیں۔ ان میں سے کسی نے بھی
پتہ نہیں پایا۔ کہ چاروں رنوں کی تقسیم کا اصلی مطلب کیا ہے۔

(۱۰۷)

کشٹ گئے کرتا نہیں چینہا
لشٹ گئے اور ہی من دینہا

ارتھ۔ یہ سب برباد گئے کسی نے بھی مالک کی پہچان نہیں کی یہ سب
برباد گئے۔ کیونکہ من اور ہی باتوں کی طرف لگا دیا

(۱۰۸)

کھشتری کرے کشتریا دھرما
در کے بڑھے سوائی کرما

ارتھ۔ کھشتری اپنے کھشتری پن کے گھمنڈ میں کھشتری دھرم کا
پالن کرتا ہے۔ اور اپنے کرم کے سلسلے کو ناحق بڑھاتا جاتا ہے

(۱۰۹)

کھشتری سو جو کنڈب سون جو جھے
پانچ میٹ ایک کر بوجھے

ارتھ کھشتری وہ ہے جو اپنے ہی نفس سے لڑائی لڑے۔ پانچوں
دشمنوں کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کو مار کر ایک مالک
کی بھگتی کرے۔

(۱۱۰)

گورو کو مانش جانتے تے نر کہیئے اندھ
ہو ویں سُکھی سنسار میں آگے جم کا پھند

ارتھ۔ گورو کو جو انسان منش جانتے ہیں وہ اندھے ہیں۔ وہ سنسار
میں تو سُکھی رہتے ہیں۔ مگر سنسار سے جانے کے بعد اُن کیلئے
نرک ہے۔

(۱۱۱)

گورو کو مانش جان کر چرن امرت کو پان
تے نر نرکی جائیں گے جنم جنم ہوے سوان

ارتھ جو انسان گورو کو منش جان کر ان کا چرن امرت پیتے ہیں وہ انسان

اور اُنہیں بار بار کتنے کی یونی ملے گی۔

(۱۱۴)

سیوک سیوا میں رہے انت کہوں نہیں جائے
دُکھ سُکھ سر اوپر سہے کہیں کبیر سمجھائے

ارتھ۔ سیوک کو سیوا میں لگے رہنا چاہیئے۔ اُسے گورو کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہیئے۔ اُسے دُکھ سُکھ اپنے اوپر سہنا چاہیئے۔ کبیر صاحب سمجھا کر کہتے ہیں۔

(۱۱۳)

سیوا کیجئے سادھ کی چھوڑ موہ ابھمان
رنچک سوچ نہ کیجئے۔ تجے جان اُر پران

ارتھ۔ موہ اور ابھمان چھوڑ کر سادھ کی سیوا کیجئے۔ انچک سوچ نہیں کرتا۔ وہ جان اور پران تیاگ دیتا ہے۔

(۱۱۵)

سادھ بچن شر دھار ییٔے۔ تجئے سکل وکار
آگیا کاری سیو کا اُترے بھو جل پار

ارتھ۔ سادھو کے بچن کو سر پر دھاریئے اور تمام وکاروں کو تیاگ دیجئے۔ وہ سیوک جو گورو کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ بھوساگر سے پار اُتر جاتا ہے۔

۱۱۶

سیوک سوامی ایک مت۔ جو مت میں مت ملجائے
چترائی ریجھیں نہیں۔ ریجھیں من کے بھائے

ارتھ۔ چیلے اور گورو میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ اگر چیلے کی رائے گورو سے ملجائے گورو چترائی پر موہت نہیں ہوتے۔ وہ دلی خیالات کی قدر کرتے ہیں

(۱۱۷)

کہہ کبیر کھوجے اسمانا
سو نہ ملے جو جائے ابھمانا

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ نادان ہر جگہ مالک کی تلاش کرتے ہیں۔ وہ گیان ان کو نہیں ملا۔ جس سے ابھمان جاتا رہتا۔

(۱۱۸)

سانچ کہوں تو کوئی نہ مانے۔ جھوٹ کہا نہیں جائے
برہما وشنو مہیشور دکھیا۔ جن یہ راہ بتائی ہو

ارتھ۔ اگر سچ کہتا ہوں تو کوئی نہیں مانتا۔ اور جھوٹ مجھ سے کہا نہیں جاتا۔ برہما مہیشور وشنو سب دکھی ہیں۔ جنہوں نے یہ راہ بتلائی ہے۔

(۱۱۹)

اودھو دکھیا۔ بھوپت دکھیا۔ رنک دکھی بپریتی ہو
کہیں کبیر سکل جگ دکھیا سنت سکھی من جیتی ہو

ارتھ۔ فقیر دکھی ہے۔ راجہ دکھی ہے۔ غریب دکھی ہے اور وہ بھی دکھی ہے جو الٹے راستہ پر چلتا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تمام دنیا دکھی ہے۔ صرف وہی سنت سکھی ہیں جنہوں نے اپنے من کو جیت لیا ہے۔

(۱۲۰)

کامی کُتا تیس دن انتر ہوئے اوداس
کامی نہ کُتا سدا چھ رُت بارہ ماس

ارتھ۔ شہوت کا مارا ہوا کتا سال میں صرف تیس دن اوداس رہتا ہے۔ مگر شہوت پرست آدمی ایسا کتا ہے۔ جو ہمیشہ چھ موسم اور بارہ مہینے حیوانیت کی مرض میں مبتلا رہتا ہے۔

(۱۲۱)

ست گور پورا نہ ملا سُنی ادھوری سیکھ
سوانگ جتی کا پہن کر گھر گھر مانگی بھیکھ

ارتھ۔ ست گورو کامل نہیں ملا۔ ادھورا اپدیش سنا۔ یوگی کا بھیس دھارن کر گھر گھر بھیکھ مانگنے لگے۔

(۱۲۲)

بات بنائی جگ ٹھگیو من پرہ بودھ نا تھہ
کوٹن گن سودا پڑھے۔ انت بلائی کھائیے

ارتھ۔ اگر شبد کی اصلیت نہیں جانی تو چترائی کرنے سے کیا حاصل؟ طوطا کئی باتیں زبان سے بولتا ہے۔ مگر آخر اُسے بلی کھا جاتی ہے۔

(۱۲۳)

باتہ بنائی جگ ٹھگیو من پرہ بودھیو نا تھہ
کبیرا یہ من لے گیا لکھ چور اسی ماتھ

ارتھ۔ کئی طرح کی باتیں بنا کر دنیا کو ٹھگ لیا۔ مگر من تو اپنے بس میں نہیں

اسے کبیر یہ من ہی ٹھگ چور اسی یو تیوں میں لے گیا۔

(۱۲۴)

ہردے مائیں آرسی مکھ دیکھا نہ جائے
مکھ تو جب ہی دیکھئے جب من کی دبدھا جائے

ارتھ۔ من جیسے آئینہ کے ذریعہ چہرہ نہیں دیکھا جاتا۔ چہرہ تو اس وقت دیکھا جاتا ہے۔ جب من کی دُبدھا دُور ہو جائے۔

(۱۲۵)

جب لگ ناتا جاتی کا تب تک بھگتی نہ ہوئے
بھگتی کرے کوئی سورما ذات ورن کل کھوئے

ارتھ۔ جب تک قوم سے تعلق ہے۔ تب تک بھگتی نہیں ہو سکتی۔ ذات برادری اور خاندان کو تیاگ دینے والا کوئی سورما ہی بھگتی کرتا ہے

(۱۲۶)

جب ہم رہے رہا نہ کوئی
ہمرے ماہیہ سب رہا بجوئی

ارتھ۔ جب ہم موجود تھے اس وقت کوئی نہ تھا۔ ہمارے ساتھ سب حرکت میں آتے رہے۔

(۱۲۷)

میں میں بڑی بلائے ہے سکو تو نکسو بھاگ
کہیں کبیر کب لگ رہے روئی لپیٹی آگ

ارتھ۔ میں میں بڑی بلا ہے۔ اگر ہو سکے تو اس سے بھاگ۔ کبیر صاحب کہتے ہیں روئی کے اندر لپیٹی ہوئی آگ کب تک رہ سکتی ہے۔

(۱۲۸)

گیانی مول گنوائیا۔ آپ بھیا کرتا
یا تے سنساری بھلا جو سدا رہے ڈرتا

ارتھ۔ گیانی نے مول ہی گنوا دیا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو خدا کہنے لگا
اُس سے تو وہ دنیادار ہی اچھا ہے۔ جو ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے۔

(۱۲۹)

کبیرا آپ ٹھگا یئے۔ اور نہ ٹھگئے کوئے
آپ ٹھگے سُکھ اُپجے۔ اور ٹھگئے دُکھ ہوئے

ارتھ۔ اے کبیر خود فریب کھا لینا بہتر ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ دوسرے
کو فریب دیا جائے۔ فریب کھا لینے سے سُکھ پیدا ہوتا ہے۔ اور
دوسرے کو فریب دینے سے دکھ ہوتا ہے۔

(۱۳۱)

پوہپ مدھیہ جیوں باس ہے دیاپ رہا جگ مانہہ
سنتوں ماہیں پائیے اور کہوں کچھ نانہہ

ارتھ۔ جس طرح پھول کے اندر خوشبو موجود ہے۔ اسی طرح وہ پرماتما
تمام سنسار کے اندر بھی موجود ہے اور کچھ کہنا نہیں چاہتا۔

(۱۳۲)

پیا چاہے پریم رس۔ راکھا چاہے مان
ایک میان میں دو کھڑگ دیکھا سُنا نہ کان

ارتھ۔ پریم رس پینا چاہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ خواہش ہے کہ عزت
بھی رہے۔ ایک میان میں دو تلواریں۔ نہ آنکھوں سے دیکھی ہیں

اور نہ سننے میں آئی ہیں۔

(۱۳۳)

جب لگ مرنے سے ڈرے تب لگ پریمی نانہہ
بڑی دُور ہے پریم گھر سمجھ لیہو من مانہہ

ارتھ۔ جب تک وہ مرنے سے ڈرتا ہے۔ تب تک وہ پریمی نہیں کہلاتا۔ پریم کا گھر بڑی دور ہے یہ من میں سمجھ لو۔

(۱۳۴)

کھیت نہ چھاڑے سورماں جو جھے دو دل مانہہ
آسا جیون مرن کی۔ من میں راکھے نانہہ

ارتھ۔ شجاع اور بہادر کھیت نہیں چھوڑتے۔ دو فوجوں کے درمیان مچل مچل کر لڑتے ہیں۔ ان کے دلوں میں زندگی اور موت کا مطلق خیال نہیں رہتا۔

(۱۳۵)

سادھ ستی اور سورما۔ ان کی بات اگادھ
آسا چھانڈین دیہہ کی۔ تن میں ادھکا سادھ

ارتھ۔ سادھو ستی اور سورما ان کی باتیں نیاری ہوتی ہیں جن میں زندگی کی ہوس نہیں ہے۔ انہیں میں زیادہ سادھن ہے

(۱۳۶)

جب میں تھا تب گورو نہیں۔ جب گورو نہیں میں نانہہ
پریم گلی اتی سانکری۔ تا میں دو نہ سماہنہ

ارتھ۔ جب میں تھا تب گورو نہیں تھے۔ جب گورو نہیں تب میں نہیں

پریم کی گلی اتنی تنگ ہے۔ اس میں دونوں کے سمانے کی گنجائش نہیں۔

بھجن

جاگ ری میری سُرت سہاگن جاگ ری

(۱) کیا تو سووت موہ لوبھ میں۔ اُٹھ کے بھجناں میں لاگ ری
(۲) چت سے شبد سنو سرون دے۔ اُٹھت مدھر دھن راگ ری
(۳) دوؤ کر جوڑ سیس چرنن دے۔ بھگت اچل بر مانگ رہی۔
(۴) کہت کبیر سنو بھائی سادھو جگت پیٹھ دے بھاگ ری

ارتھ۔ اے میری سہاگ والی روح بیدار ہو۔

(۱) تو کیوں خواب غفلت میں پڑی ہوئی انگڑائیاں لے رہی ہے۔ اُٹھ اور بالک کے بھجن میں مصروف ہو۔

(۲) توجہ کے ساتھ کان کے دے کر سُن۔ تیرے اندر کیسی میٹھی اور سریلی راگ کی صدا بلند ہے۔

(۳) دونوں ہاتھ باندھ کر اس کے چرنوں میں سر کو جھکا کر ایسی بھگتی کا در مانگ جو فنا کو نہیں جانتی۔ جو ہمیشہ قایم رہنے والی ہے۔

(۴) کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ اے سادھو سنو۔ جگت کو پیٹھ دیکر بھاگ چلو

(۱۳۷)

کبیرا تیری جھونپڑی - گل کٹن کے پاس
جو کرن گے سو بھرن گے تو کیوں بھیا اوداس

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ اگر تو نے کوئی گناہ ہی نہیں کیا اور تیرا دل بھی پاک اور صاف ہے - پھر تو ایسی جگہ بھی ہوتے ہوئے جہاں کہ عبرت آتی ہو - اور لوگ پڑے ہوں - گلے کٹے ہوئے ہوں - اور جہاں گنہگار لوگوں کو سزا ملتی ہو - تو بالکل نہ گھبرا - کیونکہ سزا ان ہی لوگوں کے واسطے ہے - جو گناہ کرتے ہیں

(۱۳۸)

جہاں کام - تہاں نام نہیں - جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھوں نا ہیں ملیں - روی - رجنی ایک ٹھام

ارتھ - جہاں دنیا کے دھندے ہو - اور جو انسان دنیاوی کاموں میں پھنسا ہوا ہو - وہاں نہ ہی پرماتما کا نام ہوتا ہے - اور نہ ہی وہ انسان پرماتما کا نام ہی لے سکتا ہے - جس طرح سورج اور چاند ایک ہی وقت میں نہیں ہوتے -

(۱۳۹)

جب ہی نام ہردے دھریو بھیتو پاپ ناش
مانو چنگی اگنی کی - پڑی پرانے گھاس

ارتھ جب ایک آدمی پرماتما کو یاد کرنے لگ جاتا ہے - اور دھرم دیا کی طرف اس کا دھیان بٹ جاتا ہے - تو وہ گناہ کرنے بھول جاتا ہے - جو مزہ اس کو ایشور بھگتی میں ملتا ہے - وہ گناہ میں نہیں

جس طرح آگ کی چنگاری گھاس کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتی ہے
اسی طرح پرماتما کا نام۔ جہاں ہو وہاں گناہ اور بدی نہیں رہ سکتے

(۱۴۰)

چڑی چونچ بھر لے گئی ندی نہ گھٹیو نیر
دھن دیئے دھن نہ گھٹے۔ کہہ گئے بھگت کبیر

ارتھ۔ اگر دریا میں سے ایک چڑی چونچ بھر کر لے جاوے۔ یا اپنی پیاس بجھا لے تو ندی یا دریا کا پانی اور آ جاتا ہے۔ اس طرح یہ دھن میں بھی کمی نہیں ہوتی۔

(۱۴۱)

جیبھ ترازو آن کر سب رس دیکھا تول
سب رس ماہیں جیبھ رس جو کوئی جانے تول

ارتھ۔ دنیا میں سب باتوں۔ اور رسوں سے زیادہ رس زبان میں ہے بشرطیکہ کوئی زبان کے رس کو لینے کا طریقہ اچھی طرح سے جانتا ہو۔ جو زبان ہر وقت پرماتما کا نام لے۔ اور ایشور بھگتی کے گن گائے۔ اور اچھا اچھا اپدیش سنائے اس سے اچھا رس دنیا میں نہیں مل سکتا۔

(۱۴۲)

بات بات میں بات ہے۔ بات بات میں بات
جیوں کیلے کے پات میں پات پات میں پات

ارتھ۔ بعض دفعہ ایک بات سے دوسری بات نکلتی ہے۔ اور دوسری سے تیسری۔ اور تیسری سے چوتھی۔ لیکن سمجھنے والا غلط سمجھتا ہے

اور اس کے مطلب سے اور مطلب نکلتا ہے. جس طرح کیلے کے پتے کے نیچے پتا. اور اس کے نیچے پھر پتہ ہوتا ہے۔

(۱۴۳)

رام ہی کرے رن بھرے پھرلے اور کی گیل
مانش کیری کھالری اوڑھے پھرت ہے بیل

ارتھ۔ آج کل کے سادھو رام کو سمرتے ہیں۔ اور لوگوں سے بحث مباحثہ کرکے دوسرے کی راہ چلتے ہیں۔ یہ انسان بصورت حیوان ہیں۔

(۱۴۴)

اپنی کہے میری سنے سن ملی ایکے ہوئے
میری دیکھت جگ گیا ایسا ملا نہ کوئے

ارتھ۔ اپنی کہو میری سنو اور میرے ساتھ مل کر ایک ہو رہو اسطرح گورو وسیوک دونوں ایک ذات ہو جائیں مجھ کو دیکھ کر اور پاکر جس کا سنسار جاتا رہا۔ ایسا کوئی بھی نہیں ملا۔ (گورو کبیر صاحب سے مراد ہے)

(۱۴۵)

دیس دیس ہم جا گیا۔ گاؤں گاؤں کی کھور
ایکو جیرا نہ ملا جو ئیں پھٹکی پچھور

ارتھ۔ دیس دیس گاؤں گاؤں دیکھے لیکن ایسا ایک بھی جیو نہیں ملا۔ جو بچن کو صاف کرکے اپنے دل میں رکھ لے۔

(۱۴۶)

رام رہے بن بھیترے گورو کی پوجی نہ آس

کہہ کبیر پاکھنڈ سب چھوٹے سدا نراس

ارتھ۔ بنبوسیوں کے خیال میں رام بن میں رہتا ہے۔ اُن کی آس گورو سے پوری نہیں ہوتی۔ گورو میں شردھا بھگتی نہیں کی کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ بن میں رام کا خیال پاکھنڈ ہے۔ یہ جھوٹے ہمیشہ محروم و مایوس رہیں گے۔

(۱۴۷)

سانچا شبد کبیر کا ہردیا دیکھ بچار
چیت دیئے سمجھے نہیں موہی کہت بھیل جگ چار

ارتھ۔ کبیر صاحب کے شبدوں کو دل میں بچار کر دیکھ۔ تو چیت دیکر نہیں سمجھتا۔ حالانکہ مجھ کو کہتے ہوئے چار جگ گزر گئے۔

(۱۴۸)

تین لوک چوری بھیا سر لیس سب کا لینہ
بنا موند کا چور وا پرا کاکا ہو چھینہ

ارتھ۔ تین لوک میں اس من نے چوری کی اور سب کا سب کچھ چھین لیا۔ اس چور کے نہ سر ہے نہ پاؤں کسی نے بھی اس کو نہ پہچانا۔

(۱۴۹)

اپنی چتر اور کے سکھے کے ملک کامنی سیانی
کہیں کبیر سنو ہو سنتو رام چرن اتی بانی

ارتھ۔ یہ مایا آپ تو سیانی ہے اور دل کو بھی سکھاتی ہے۔ اور جیووں کو ہنسلانے کے لئے اور مایا کے روپ میں سیانی بنی ہوئی ہے۔ کبیر

صاحب فرماتے ہیں۔ اے سنتو پرماتما کی بھگتی قبول کرو۔ یہی مایا سے چھوٹنے کی تدبیر ہے۔

(۱۵۰)

ہری بن بھرم بگر بن گندا
جہاں جہاں گئے رہن پو کھوئے تیہی پھندے بہو پھندا

ارتھ۔ ہری کے اجانے بغیر بھرم ہوتا ہے اور گورو کے بغیر گندا ہو جاتا ہے۔ جو جو جہاں جائیں گے اپنے آپ کو کھوئیں گے۔ اور اپنے آپکو کھونے سے بہت پھندے پیدا ہوں گے۔

(۱۵۱)

یوگی کہے یوگ ہے۔ نیکو دوتیا اور نہ بہائی
چنڈت منڈت مون جٹا دھری تنہہنوں کہاں سدھی پائی

ارتھ۔ یوگی کہتے ہیں یوگ اچھا ہے۔ اور دوسرا طریق اچھا نہیں ہے چوٹی دھاری سر منڈے سادھو مونی جٹا دھاری۔ ان سب میں سے کسی کو بھی سدھی نہیں ملی ہے۔

(۱۵۲)

گیانی گنی شور کبی داتا۔ اے جو کہے ہیں بڑہم ہیں
جہاں سے اوپجے تہاں ہی سمانے چھوٹی سنگ تب لینا

ارتھ۔ گیانی۔ گنی۔ سور۔ داتا یہ سب اپنے آپ کو بڑے کہتے ہیں۔ یہ جس مایا سے نکلے اسی میں سماگئے۔ اور اُن کی ساری شیخی جاتی رہی۔

(۱۵۳)

بائیں دائیں تجو پکارے بچ کے ہری پد گہیا
کہہ کبیر گونگے گڑ کھایا پوچھے سوں کا کہیا

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ دائیں اور بائیں کے جو نقص ہیں۔ اُن کو چھوڑ دو صرف ہری کے پد کو مضبوطی سے پکڑ و (اُس وقت کچھ لطف آئے گا) مگر یہ گونگے کا گڑ ہے کوئی پوچھے تو کیا بتایا جاوے۔

(۱۵۴)

تن بوہت من کاگ ہے لکشن جوجن اڑ جائے
کبہوں کے بھرم اگم دریا کبہوں کے لگن سمائے

ارتھ۔ جسم جہاز ہے من کوا ہے۔ جو لاکھوں کوس تک پرواز کرتا ہے کبھی تو اتھاہ دریا میں غوطہ لگاتا ہے۔ کبھی آسمان کی طرف دوڑتا ہے۔

(۱۵۵)

بھگتی پیاری رام کی جیسی پیاری آگ
سارا پاٹن جری گیا پھر پھر لاویں مانگ

ارتھ۔ رام کی بھگتی آگ کی طرح پیاری چیز ہے۔ آگ چاہے سارے گھر کو جلاوے پھر بھی لوگ آگ کے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس طرح بھگتی سے سارا نقصان ہو جاوے مگر بھگت بغیر بھگتی کے نہیں جی سکتے

(۱۵۶)

بھرم کا باندھا ای جگت کوئی نہ کیا بچار

ہری کی بھگتی جانے بِنا بھو بوڑی مؤا سنسار

ارتھ۔ یہ تمام سنسار مایا کے بھرم جال سے بندھا ہُوا ہے۔ نہ نگاہ اونچی ہوتی ہے۔ نہ وچار پیدا ہوتا ہے۔ چونکہ پرماتما کی بھگتی سمجھ کر نہیں کی جاتی۔ اس لئے سب سنسار سمندر میں غرقاب ہو رہے ہیں۔

(۱۵۷)

کھاتے کھاتے جُگ گیا رجھوں نہ چیوہ۔ جائے
کہیں کبیر پکار کے جیوا چیتے جائے

ارتھ۔ جُگ جگا نتر گذر گئے۔ جو اس طرح اوروں کی غذا بنے ہوئے اُن کے منہ کے لوالے ہو رہے ہیں۔ مگر اب کسی کو معلوم نہیں ہے اور نہ کوئی سوچ بچار والا نظر آ رہا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں جیوا اب بھی غافل نادان اور جاہل بنے ہوئے ہیں نہ اپنے تجربوں سے فائدہ اُٹھاتے ہیں، نہ اوروں کے تجربوں سے سب کے سب گیان کی لہر میں چلے جاتے ہیں۔

(۱۵۸)

پردے پردے چلی گیا سمجھی پری نہیں بانی
جو جانے سو باچی ہے۔ ہوت سکل کی ہانی

ارتھ۔ پردہ پردہ دے کر چلا بانی یعنی کلام کو نہیں سمجھا۔ جو سمجھ جائے وہ تو نجات پائے گا۔ جو نہ سمجھے گا۔ اُس کا نقصان ہو گا۔

(۱۵۹)

پنڈت بید پُوران پڑھے اور مُلنا پڑھے کرانا
کہیں کبیر وے نرک گئے جن ہردم رام ہی نہ جانا

ارتھ۔ پنڈت وید اور پران پڑھتے رہیں اور مولوی قرآن پڑھتے رہیں
کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جس نے پرماتما کو ہی یاد نہ کیا۔ وہ نرک
کو جاتے ہیں

(۱۶۰)

رنگی کو نارنگی کہیں۔ کہیں دودھ کا کھویا
چلتی کو گاڑی کہیں۔ کبیرا دیکھ کے رویا

ارتھ۔ نارنگی کو جو اصل رنگدار ہوتی ہے۔ اُس کو تو دُنیا۔ نارنگی کہتی ہے
یعنی بغیر رنگ کے اور دودھ کا جب کھویا بن جاتا ہے۔ جب اس
کا ذائقہ زیادہ اچھا بن جاتا ہے۔ جب دودھ زیادہ طاقت والی چیز
بن جاتی ہے۔ تو اس کو کہتے ہیں۔ کہ کھویا۔ گیا۔ یعنی خراب ہو گیا
اور گاڑی جو دراصل ہر وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتی رہتی
ہے۔ اس کو گاڑی ہوئی کہتے ہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ
دنیا بالکل اُلٹی ہے۔ اور ہمیشہ اُلٹے راستہ پر چلتی ہے۔

(۱۶۰)

بھلے کا ہووے بھلا اور بُرے کو بھتے پیڑ
بُرا کرم نہ بھلے کبھی۔ کہہ گئے بھگت کبیر

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بھلے آدمی کا ہمیشہ بھلا ہی ہوتا ہے
اور بُرا کرنے والے کو ہمیشہ تکلیف ہی ہوتی ہے۔

... آرٹ پریس لاہور میں چھپا

کبیر دوہاولی

ارتھ سہت

سوامی شری یُگلانند

Agent. رام دتہ مل اینڈ سنز لاہور

اوم

کبیرؔ دوھاولی

جس میں

کبیر صاحب کی مختصر سوانح حیات اور اُن کے چیدہ چیدہ دوہے

بمعہ معنی درج کئے گئے ہیں۔

مؤلفہ

سوامی شری یگلانند بھارت پتھک کبیر پنتھی

پٹنہ (بہار)

پبلشرز

جنرل بک ڈپو تاجران کتب

لوہاری دروازہ لاہور

قیمت ۸/

(دیوان پرنٹنگ پریس لاہور)

بھجن

ہے سب میں سب ہی سے نیارا
جیو جنتو جل تھل سب ہی میں شبد ویاپت بولن ہارا
سب کے نکٹ دور سب ہی سے جن جانا جن کینہ وچارا
سار شبد کو جو جن پاوے۔ سو نہیں کرت یم آچارا
کہیں کبیر سنو بھائی سادھو۔ شبد گہے سو ہنس ہمارا

اوم

شکریہ

اپنے احباب کے بیحد اصرار سے مجبور ہو کر گذشتہ ماہ میں نے بھگت کبیر صاحب کے چیدہ چیدہ دوہوں کو کبیر دوہاولی کے نام سے اردو لباس میں اردو دان اصحاب کے پیش کرنے کی جرأت کی تھی۔ اس کتاب کے شایع کرتے ہوئے مجھے اتنی توقع نہیں تھی کہ ایک ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ختم ہو جائے گا۔ اور اس کتاب کی مانگ اس قدر بڑھ جائے گی۔ کہ مجھے اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بہت جلد شائع کرنا پڑے گا۔

میں اُن سب اردو دان اصحاب کا جنہوں نے کبیر دوہاولی کی متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ کبیر دوہاولی کا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دوسرا ایڈیشن ہے۔ میری خواہش تھی۔ کہ اس ایڈیشن میں کچھ اور دوہے ایزاد کر کے اردو دان اصحاب کے پیش کیا جائے۔ مگر چند در چند وجوہات سے ایسا نہ کر سکا۔ جس کے لئے معافی کا خواستگار ہوں۔

کبیر دوہاولی کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ایڈیشن کبیر شبداولی کے نام سے

شائع کیا جا رہا ہے۔ وہ بھی اردو دان اصحاب کے عنقریب پیش کیا جائے گا۔ مجھے کامل یقین ہے۔ کہ جس طرح اردو دان اصحاب نے کبیر دوہاولی کی متعدد کاپیاں خرید کر میری حوصلہ افزائی کی ہے اسی طرح کبیر شبداولی کو بھی اپنا کر میری حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ میں اس قابل ہو سکوں کہ اس کا تیسرا حصہ کبیر ویراگ بھجناولی کے نام سے اردو دان اصحاب کے نذر کر سکوں ::

"دعاگو"

"پبلشر"

کبیر صاحب

کبیر صاحب نُورا نامی مسلمان جولاہے کے گھر میں پرگٹ ہوئے تھے۔ نُورا کی استری کا نام نیما تھا۔ کبیر صاحب نے اپنی تصانیف میں جابجا اپنے جولاہے ہونے کا ذکر بھی کیا ہے۔

کبیر صاحب کی زندگی کے واقعات کچھ اس طرح مبہم ہیں۔ کہ ان سے ٹھیک ٹھیک اُن کی پیدائش کے سمبت کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مؤرخانہ و محققانہ طریقہ پر تحقیقات کرکے کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کس خاص سمت میں پیدا ہوئے تھے۔ مجبور ہو کر ہم کو روایات کی مدد لینی پڑتی ہے۔ روایتیں کہتی ہیں۔ کہ وہ جیٹھ شدی پورنماشی بروز سوموار سمت ۱۴۵۵ بکرمی یا ۱۳۹۸ء میں ظاہر ہوئے تھے۔ پیدائش کے سن کا پتہ لگانا مشکل ہے۔ مگر چونکہ اُن کی موت پندرھویں صدی کے آخری حصہ میں واقع ہوئی تھی۔ اور اس کا کچھ کچھ پتہ ملتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ سنہ مسیحی کی پندرھویں صدی کے شروع میں ظاہر ہوئے تھے۔ بعید از قیاس نہیں معلوم ہوتا۔"

کبیر صاحب لڑکپن ہی سے تیز مزاج تھے۔ مالک کی بھگتی کا ابتدا ہی سے خیال تھا۔ بلکہ بھگتی کا رنگ اُن کی رگ رگ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مگر تعجب ہے کہ گو وہ مسلمان جولاہے کے گھر پیدا ہوئے تھے مگر مسلمانی مذہب و شرعیت کی جانب وہ کبھی متوجہ نہیں ہوئے۔ لڑکپن میں ہی کبیر صاحب کی دھن تھی اور رام نام کے بھجن گایا کرتے تھے۔

ہندوؤں میں یہ ایک عام خیال ہے۔ کہ بغیر گورو کے اُدھار نہیں ہو سکتا گورو بن گت نہیں۔ یہ خیال نہ صرف ہندوؤں میں ہی مضبوطی کے ساتھ سرایت کر گیا ہے۔ بلکہ جہاں جہاں تصوف کی تعلیم کا پرچار ہے۔ گورو کی شخصیت کی اہمیت پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ کبیر صاحب ایک موقع پر خود لکھتے ہیں۔

گورو بن مالا پھیرتے ۔ گورو بن دیتے دان

گورو بن دان حرام ہے ۔ جائے پوچھو وید پُران

مطلب ۔ گورو کے بغیر مالا پھیرنا اور گورو بغیر دان دینا دونوں ہی حرام ہیں۔ اگر تمہیں میری ان باتوں پر یقین نہ ہو تو وید پُران سے جا کر پوچھ لیجئے۔

اس خیال کو مدنظر رکھ کر کبیر صاحب نے گورو دھارن کرنے کا ارادہ کیا اس زمانہ میں سوامی رامانند جی مشہور آچاریہ تھے۔ کبیر صاحب ان کی طرف رجوع ہوئے مگر چونکہ رامانند جی ویشنو تھے اس لئے وہ مسلمانوں کو کون کہے نیچی ذات کے ہندوؤں تک کو شاگرد بنانے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس لئے انہیں کبیر صاحب کو چیلا بنانے میں اعتراض تھا۔

جس میں طلب صادق ہوتی ہے۔ وہ کامیاب ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ قدرت کا اصول ہے۔ جب سوامی رامانند جی نے ان کو شاگرد کرنے سے انکار کر دیا۔ تو مایوس ہو کر واپس آ گئے۔ کبیر صاحب نے گھر پر آ کر اس بات پر غور کیا۔

اور اُس روز جب ابھی رات باقی تھی۔ وشا سویرہ گھاٹ پر گنگا کے کنارے جا کر سیڑھی پر لیٹ رہے۔ سوامی رامانند جی کا معمول تھا۔ کہ دو چار بجے صبح اندھیرے میں روز اشنان کرنے جاتے تھے۔ کبیر صاحب سیڑھی پر پڑے تھے۔ رامانند جی کی کھڑاؤں اُن کے جسم پر پڑ گیا۔ چوٹ آئی۔ اور وہ رونے لگے۔ رامانند جی بڑے نرم مزاج تھے گھبرا گئے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگے۔ بیٹا رام رام کہو۔ کبیر صاحب کی مراد بر آئی۔ انہوں نے سمجھا۔ اُپدیش مل گیا۔ اور دوسرے دن نہ صرف اپنے آپ کو رامانند کا چیلا مشہور کر دیا۔ بلکہ تلک وغیرہ لگا کر رام رام کا جاپ کرنے لگے۔ تب سے ہی وہ رامانند جی کے شاگرد کہلانے لگے۔

کبیر صاحب رامانند جی کے شاگرد ہونے پر عرصہ تک اپنے باپ کا کام کرتے رہے۔ اُن کو کپڑا بُننا خوب آتا تھا۔ یہ کپڑا اُن کر بازار میں فروخت کر آتے تھے۔ اور جو قیمت مل جاتی۔ وہ ماں باپ کو لا کر دیا کرتے تھے۔ لیکن کبھی کبھی ایسا بھی واقعہ ہو جایا کرتا تھا۔ کہ اگر کسی فقیر یا مسکین آدمی کو دیکھا تو یا اُس کو کپڑوں کا تھان حوالہ کر دیا۔ یا اُس کو کپڑے کے تھان کی قیمت دے دی۔

کبیر صاحب نے عرصہ تک رامانند جی کا ست سنگ کیا۔ اور ست سنگ کرایا پھر آپ خود روحانی تعلیم دینے لگے۔ ہندو اور مسلمان دونوں کو یہ اپنے مذہب کی دعوت دیا کرتے تھے۔ اور دونوں کے مذہبی عقائد کا کھنڈن کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہندو مسلمان تصوف کے رنگ سے رنگ دیئے جائیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ کبیر صاحب بڑا فراخ اور اعلیٰ دل لے کر آئے تھے۔

کبیر صاحب کی راست کلامی نے پنڈتوں اور مولویوں کو جانی دشمن بنا دیا اُن کی تقریر اور مباحثہ میں کچھ پیش نہ جاتی تھی۔ مجبوراً انہوں نے بادشاہ کو اُکسانا شروع کیا۔ دوں ہمت آدمی ہمیشہ مجبوری کے وقت ایسے اوزاروں پر اُتر آیا

کرتے ہیں۔ مولویوں نے شکایت کی کہ یہ ملحد مرتد اور بے دین ہیں۔ پنڈتوں نے کہا۔ یہ بے دھرم ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ کبیر صاحب دربار صاحب بلائے گئے۔ جس وقت وہاں پہنچے۔ اُن کو سلام کرنے کا حکم دیا گیا۔ مگر بے خوفی کے ساتھ کھڑے رہے اور سر نہیں جھکایا۔ آخر وہ اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے قید کئے گئے اُن پر مختلف قسم کی سختیاں روا رکھی گئیں۔ مگر پھر بھی انہوں نے اپنے وعظ کے سلسلہ کو بند نہ کیا۔ اور نہایت بے خوفی سے اس کو جاری رکھا۔

یوں تو کبیر صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں تھی۔ مگر ان میں مندرجہ ذیل شاگرد خاص شاگردوں میں سمجھے جاتے ہیں۔

(۱) دھرم داس جی (۲) سنت گوپال جی (۳) بھگوانداس جی (۴) نرائن داس جی (۵) چورامنی داس جی (۶) جگو داس جی (۷) جیوندا س جی (۸) کمال جی (۹) ٹاکسالی جی (۱۰) گیانی جی (۱۱) صاحب داس جی (۱۲) نیتانند جی۔

کبیر صاحب نے ان کو بدھ بھگوان کی طرح جا بجا وعظ کرنے کے لئے بھیجا اور اُن کی زندگی میں ہی ان کی تعلیم ہندوستان کے قریب تمام حصوں میں پھیل گئی۔ اور ہزاروں کو روحانی تسکین پانے کا موقعہ ہاتھ آیا۔

کمال اور کمالی کی نسبت عام آدمیوں کا یہ خیال ہے۔ کہ یہ خاص کبیر صاحب کی اولاد ہیں۔ کمال لڑکا اور کمالی لڑکی تھی۔ مگر بعض بعض روائیتیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ صرف اُن کے بنائے ہوئے لڑکے تھے۔ کبیر صاحب کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اُن کی بیوی کا نام لوئی جی بتایا جاتا ہے۔ جو دھرماتما اور پتی ورتا استری تھیں۔

کبیر صاحب پڑھے لکھے تھے یا نہیں۔ اس پر بحث کرنی فضول ہے اتنا کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سنسکرت جانتے تھے۔ ہاں بھاشا سے ضرور واقف تھے

اور اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو ہندی بھاشہ کے پیدا کرنے والے کبیر صاحب ہی کہے جا سکتے تھے۔

کبیر صاحب نے خود تو شاید کوئی کتاب نہیں لکھی۔ اُن کے کارناموں کو اُن کے شاگردوں نے ترتیب دیا ہے۔ جن میں کبیر بیجک اور کبیر ساگر سب سے زیادہ مستند کتب ہیں۔

کبیر صاحب نے بہت دنوں تک پرچار کیا۔ اور آخری عمر تک اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ عالم ضعیفی میں وہ کچھ کمزور ہو گئے تھے۔ جب وہ بیمار ہوئے اور مرنے کا وقت آیا۔ تب اُن کے بعض شاگردوں کی یہ خواہش رہی۔ کہ ان کا دیہانت کاشی میں ہو۔ جہاں انہوں نے اپنی ساری عمر کا بہت سا حصہ لوگوں کو سچے دھرم کا اُپدیش سنانے میں صرف کیا ہے آخر شاگردوں کے مجبور کرنے پر وہ کاشی چلے آئے۔ جب وہ کاشی آئے۔ اُنہوں نے چادر تان لی۔ اور وہ زندگی جس نے معرفت حقیقت کے امرت کی برشا کی تھی۔ دم کے دم میں غائب ہو گئی۔

اُن کے مرنے پر ہندو مسلمان میں لڑائی ہونے لگی۔ ہندو کہتے تھے۔ کہ ہم ان کی لاش کو جلائیں گے اور مسلمان اس کی لاش کو دفن کرنے پر بضد تھے۔ روایت کہتی ہے۔ کہ اس وقت ایک معجزہ ہوا۔ کبیر صاحب نے خود پرگٹ ہو کر کہا ذرا چادر اُلٹ کر دیکھو۔ لاش کہاں ہے۔

جب چادر اُتار کر دیکھا گیا تو لاش کو غائب پایا۔ یہ دیکھ کر سب حیران رہ گئے وہاں لاش کی جگہ پھول پڑے تھے۔ کہا گیا کہ ان پھولوں کو کیا کیا جاوے۔ فرمایا ان کو آپس میں تقسیم کر لو۔ اور اپنے دین کے مطابق جا کر کریا کرم کرو۔ پھول تقسیم ہو گئے آدھے ہندوؤں نے بنارس کے کبیر چوڑا پر لا کر اُس کو جلا دیا۔ مگہر ضلع گورکھپور میں کبیر صاحب کا روضہ ہے۔ جہاں اُس کے ساتھ ایک جاگیر وقف ہے۔

کبیر چورا میں سمادھی ہے۔ جہاں کبیر پنتھ کے مہنت رہتے ہیں۔ اور یہ دونوں جگہیں مقدس سمجھی جاتی ہیں۔ کبیر صاحب اکادشی کے روز بارہ وار سمت ۱۵۷۵ میں گپت ہوئے تھے۔

آج کل ہندوستان میں کبیر پنتھیوں کی خاص تعداد ہے۔ سنہ ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں ان کی تعداد ۸۴۳۱۷۱ بتائی گئی تھی۔ مگر وہ اب اس سے کہیں زیادہ ہے۔ کیونکہ صوبجات متحدہ میں اکثر ان کی بانیوں کے پنتھ میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اس میں بہار۔ اڑیسہ وغیرہ کے کبیر پنتھیوں کی تعداد شامل نہیں کی گئی۔ وہاں بھی ان کی خاص تعداد پائی جاتی ہے۔ پنجاب میں بھی کبیر پنتھی کم نہیں ہیں۔"

کبیر صاحب نے چونکہ اپنے خیالات کا ذریعہ ہندی زبان کو بنایا تھا اس لئے اُن سے ہندی دان اصحاب ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس لئے اگلے اوراق میں کبیر صاحب کے چیدہ چیدہ دوہے اردو لباس میں درج کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کے مطالعہ سے اردو دان اصحاب بھی بہرہ اندوز ہو سکیں۔ اور اپنا جیون سپھل بنا سکیں۔"

خیر اندیش

"نقاش فطرت"

"مترجم"

کبیر دوہاولی

۱

جب کو راکھے سائیاں مار نہ سکے کوئے

بال نہ بانکا کر سکے جو جگ بیری ہوئے

ارتھ - جن کی سائیں (پرمیشور) رکشا (حفاظت) کرتے ہیں۔ اُن کو کوئی نہیں مار نہیں مار سکتا۔ اگر تمام دُنیا ہی اُن کی دشمن ہو جائے۔ تو بھی کوئی اُن کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔

۲

ایسی بانی بولیئے - من کا آپا کھوئے

اوروں کو سیتل کرے - آپا سیتل ہوئے

ارتھ - ایسی بات چیت کرنی چاہیئے۔ جس میں غرور کا شمول نہ رہے۔ اس سے دوسرے ٹھنڈے ہوتے ہیں اور آپ بھی انسان ٹھنڈا ہوتا ہے۔

۳

بولی تو انمول ہے - جو کوئی جانے بول

ہردے ترازو تول کر - تب مکھ باہر کھول

ارتھ - اگر کسی کو بات چیت کرنا آوے تو بولی نہایت قیمتی چیز ہے۔ دل کے

یں تول کر تب منہ سے باہر نکال"

۴

کٹّن بچن سب سے بُرا - جا کرے تن چھار
سادھ بچن جل رُوپ ہے برسے امرت دھار

ارتھ - سخت الفاظ بہت بُرے ہوتے ہیں۔ تن کو جلا کر خاک سیاہ کر دیتے ہیں۔ سادھو کے الفاظ پانی کی خاصیت رکھتے ہیں۔ اور اُن سے امرت کی دھارا برستی ہے"

۵

ہِرِدے ترازُو آن کر۔ سب رس دیکھا تول
سب رس ماہیں جیبھ رس جو کوئی جانے بول

ارتھ - دل کے قدرتی ترازو میں تمام لذات کو تول کر کے دیکھ لیا۔ سب لذتوں میں زبان کی لذت کا مزا کچھ اور ہے۔ بشرطیکہ کوئی بولنا جانتا ہو"

۶

شبد برابر دھن نہیں۔ جو کوئی جانے بول
ہیرا تو داموں ملے۔ شبد کا مول نہ تول

ارتھ - شبد (لفظ) کے برابر کوئی دولت نہیں ہے۔ بشرطیکہ کوئی بولنا جانتا ہو۔ ہیرا تو دام دینے سے ملتا ہے۔ مگر شبد کی نہ تو قیمت ہے نہ وزن"

۷

شیتل شبد اُچارئیے۔ اہنگ آنئے ناہنہ
تیرا پریتم تجھ ہی میں۔ دُشمن بھی تجھ ماہنہ

ارتھ - ٹھنڈی باتیں کہئیے۔ غرور کو دل میں نہ آنے دیجئے۔ کیونکہ تمہارے

دل میں جہاں تمہارا دوست رہتا ہے وہاں دشمن بھی رہتا ہے۔

۸

تروور۔ سروور۔ سنت جن چوتھے برسیں مینہ
پرمارتھ کے کارنے چاروں دھاریں دیہہ

ارتھ۔ درخت۔ تالاب۔ مہاتما لوگ اور چوتھے مینہ کا برسنا۔ یہ سب دوسروں کی بھلائی کے لیے جنم دھارن کرتے ہیں۔

۹

برچھ کبھی نہ پھل بھکھے ندی نہ سنچے نیر
پرسوارتھ کے کارنے سنتن دھرا شریر

ارتھ۔ درخت ثمرآور ہو کر اپنے آپ کو فائدہ نہیں پہنچاتا۔ نہ دریا ہی اپنا پانی خود پیتا ہے۔ دوسروں کی بھلائی کیلیے سنت لوگ دنیا میں پیدا ہوتے ہیں۔

۱۰

پریمی ڈھونڈھت میں پھروں۔ پریمی ملے نہ کوئے
پریمی جن کے درس سے۔ سب جگ پریمی ہوئے

ارتھ۔ میں پریمی کو ڈھونڈھتی پھرتی ہوں۔ مگر مجھے کوئی پریمی نہیں ملا۔ پریمی جن (محبت کرنے والوں) کے درشن سے سب جگہ پریمی ہی پریمی نظر آتے ہیں۔

۱۱

جیسی لو پہلے لگی۔ تیسی نبھے اور !
اپنے دیہہ کی کیا کہے۔ تارے پُرش کروڑ

ارتھ۔ جیسی لو تو نے اپنے جسم سے لگائی ہوئی ہے۔ اگر پرماتما سے لگائی ہوتی تو اپنے جسم کا کیا کہنے۔ اس سے کروڑوں انسان تر جاتے۔

۱۲

پریم بھاؤ اک چاہیئے۔ بھیس انیک بنائے
چاہے گھر میں باس کر۔ چاہے بن کو جائے

ارتھ۔ پریم بھاؤ ایک ہونا چاہیئے۔ خواہ کئی ایک بھیس بناؤ۔ خواہ گھر میں بود و باش رکھو۔ خواہ جنگل میں چلے جاؤ۔

۱۳

کتھا کیرتن کرن کی۔ جا کی نِس دن ریت
کہیں کبیر تا داس سے نشچے کیجے پریت

ارتھ۔ کتھا اور کیرتن کرنا جس کی ہر روز عادت میں داخل ہو گیا ہے کبیر صاحب کہتے ہیں۔ کہ اُس سے ضرور پریت (محبت) کیجئے۔

۱۴

کتھا کیرتن رات دن۔ جا کے اودھم ویہہ
کہیں کبیر تا داس کے۔ ہم چرنن کی کھیہہ

ارتھ۔ رات دن کتھا کیرتن کرنا جن کا شیوہ ہو گیا ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ہم اُس شخص کی پاؤں کی خاک ہیں۔

۱۵

سوانس سوانس پہ رام کہو۔ برتھا جنم مت کھوئے
کو جانے اس سوانس کا آون ہوئے نہ ہوئے

ارتھ۔ سانس سانس پر رام کہو۔ فضول جنم مت کھو۔ کیا معلوم کہ پھر سانس آتا بھی ہے یا نہیں۔

۱۶

جا کی پونجی سوانس ہے۔ چھن آوے چھن جائے
تا کو ایسا چاہئیے۔ رہے نام لیو لائے

ارتھ۔ جن کی دولت سانس ہے۔ جو کبھی آتی ہے اور کبھی چلی جاتی ہے ایسے اشخاص کو چاہئیے۔ کہ ہر دم پرمیشور بھگتی میں لگا رہے۔

۱۷

کہتا ہوں کہے جات ہوں کہا بجاؤں ڈھول
سوانسا خالی جات ہے تین لوک کا مول

ارتھ۔ کہتا ہوں اور کہتا جاتا ہوں۔ کیا ڈھول بجاؤں۔ سانس خالی جا رہا ہے جس کی قیمت تین لوک کی قیمت کے برابر ہے۔

۱۸

ایسے مہنگے مول کا ایک سوانس جو جائے
چودہ لوک پٹ نہ رہیں۔ کیوں تو دھول ملائے

ارتھ۔ ایسی گراں قیمت چیز کا ایک سانس بھی جو گذر جاتا ہے۔ چودہ لوک بھی اُس کے برابر نہیں۔ تو کیوں مٹی ملا رہا ہے۔

۱۹

نیند نشانی موت کی اُٹھ کبیرا جاگ
اور رسائن چھوڑ کر تو نام رسائن لاگ

ارتھ۔ نیند موت کی نشانی ہے۔ کبیر اُٹھ بیدار ہو۔ تو دوسری رسائن (کیمیا) کو چھوڑ کر پربھو کی بھگتی کی رسائن کی طرف لگ جا۔

۲۰

ایک نام کو جان کر دو جا دیئے بھلائے

بیتیرتھ برت جپ تپ نہیں ست گورچرن سمائے

ارتھ - ایک پربھو کے نام کو جان کر دوسرا نام بھلا دینا چاہیئے - ست گورو کے چرنوں میں سما جانے پر تیرتھ برت جپ تپ کی ضرورت نہیں رہتی -

۲۱

جو یہ ایک نہ جانیا تو بہو جانے کیا ہوئے
ایکے تے سب ہوت ہیں سب سے ایک نہ ہوئے

ارتھ - جو ایک پربھو کے نام کو نہیں جانا تو زیادہ ناموں کے جاننے سے کیا فائدہ ہوگا - کیونکہ ایک سے سب ہوتے ہیں مگر سب سے ایک نہیں ہوتا

۲۲

جو یہ ایکے جانیا - تو جانا سب جان
جو یہ ایک نہ جانیا تو سب ہی جان انجان

ارتھ - جس نے اس ایک (پربھو) کو جان لیا - اُس نے سب کچھ جان لیا - اُدھر جس نے ایک (پربھو) کو نہیں جانا - اُس نے کچھ بھی نہیں جانا -

۲۳

سب آئے اس ایک میں ڈال پات پھل پھول
کبیرا پاچھے کیا رہا - گہہ پکڑا جب مول

ارتھ - اُس ایک میں ٹہنی - پتے - پھل اور پھول سب آ جاتے ہیں - کبیر صاحب فرماتے ہیں - جب مول (جڑھ) کو ہی پکڑ لیا - تو پھر پیچھے کیا رہا -

۲۴

پریم پیالہ جو پیئے - سیس دکھشنا دے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

ارتھ - جو پریم کا پیالہ پیتا ہے - اُسے سر دکھشنا میں دینا پڑتا ہے - لالچی سر نہیں دے سکتے - وہ ناحق پریم کا نام لیتے ہیں۔

۲۵

پریم پریم سب کوئی کہے - پریم نہ جانے کوئے
آٹھ پہر بھینا رہے - پریم کہاوے سوئے

ارتھ - پریم پریم تو سب کوئی کہتا ہے - مگر پریم کرنا کسی کو نہیں آتا - آٹھ پہر (چوبیس گھنٹے) جو پریم میں مست رہے - وہی پریم کہلاتا ہے -

۲۶

گھٹے بڑھے چھن ایک میں - سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجر بسے - پریم کہاوے سوئے

ارتھ - جو ایک لمحہ میں کم ہو جاتا اور دوسرے لمحہ میں بڑھ جاتا ہے - اُس کو پریم نہیں کہتے - پریم اُسے کہتے ہیں - جو جسم کی رگ رگ میں بس چکا ہو - اور کبھی کم نہ ہو۔

۲۷

مایا تو ٹھگنی بھئی ٹھگت پھرے سب دیس
جا ٹھگ نے ٹھگنی ٹھگی - تا ٹھگ کو آدیس

ارتھ - مایا تو ٹھگنے والی ٹھگنی ہے - اور تمام دُنیا کو ٹھگتی پھرتی ہے - جس ٹھگ نے اس ٹھگنی کو ٹھگ لیا - اُس ٹھگ کو نمسکار ہے -

۲۸

مایا چھایا ایک سی - برلا جانے کوئے
بھگتا ان کے پاچھے لگے - سن مکھ بھاگے سوئے

ارتھ۔ مایا اور سایہ کا ایک خواص ہے۔ اس کی سمجھ شاذ آدمیوں کو ہے۔ جو لوگ اس مایا سے بھاگتے ہیں۔ وہ ان کا کرتی ہے۔ اور جو اس کا مقابلہ کرنے پر آجاتے ہیں۔ وہ ان کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے

۲۹

موٹی مایا سب تجیں۔ جھینی تجی نہ جائے
پیر پیغمبر اولیا۔ جھینی سب کو کھائے

ارتھ۔ سب لوگ موٹی مایا کو چھوڑتے ہیں۔ مگر سوکھشم (لطیف) مایا کسی سے نہیں چھوڑی جاتی۔ سوکھشم (لطیف) مایا پیر پیغمبر اور اولیا سب کو کھا جاتی ہے۔

۳۰

جھینی مایا جن تجی۔ موٹی گئی ہرائے
ایسے جن کے نکٹ سے سب دُکھ گئے بلائے

ارتھ۔ جنہوں نے سوکھشم (لطیف) مایا کو تیاگ کر دیا۔ موٹی مایا خود بخود جاتی رہی۔ اور ایسے بھگتوں کے قریب پھر دُکھ نہیں آتے۔

۳۱

آس آس جگ پھنایا۔ رہے اُردھ لپٹائے
گورو آس پوری کریں۔ سبھی آس مٹ جائے

ارتھ۔ تمام سنسار لوگ آسا کے جال میں پھنسے ہوئے ادھوگتی کی حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر گورو آسا پوری کر دیں۔ تو ساری آس بھی مٹ جاتی ہے"

۳۲

آسا کا ایندھن کرو۔ منسا کرو بھبھوت
جوگی پھیری یوں پھرو۔ تب بن آوے سُوت

ارتھ۔ آسا کی لکڑی بنا کر جلا دو۔ اور منسا کو خاک سیاہ کر دو۔ جوگی! اگر تم اس طرح پھیری پھرنا قبول کرو۔ تو ابھی (آتما کیساتھ) تمہارا رشتہ پیدا ہو جائے۔

۳۳

مایا ترور تریدھ کا۔ دُکھ۔ سُکھ۔ سنتاپ
سیتلتا سپنے نہیں پھل پھیکا تن تاپ

ارتھ۔ مایا تین پرکار کا درخت ہے۔ اس سے دُکھ۔ سُکھ۔ سنتاپ پیدا ہوتے ہیں۔ خواب میں بھی اس میں شانتی نہیں ہے۔ اس کا پھل پھیکا۔ اور اس سے تن کو دُکھ ہوتا ہے۔

۳۴

کبیر جگ کو کیا کہوں۔ بھوجل بوڑے داس
ست نام کو چھوڑ کر۔ کریں جگت کی آس

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ میں لوگوں کی بات کیا کہوں۔ جو بھگت اور سیوک ہیں وہ بھی بھوساگر میں غوطہ کھا رہے ہیں۔ یہ بھی ست نام کو چھوڑ کر جگت کی آشا کر رہے ہیں ؛

۳۵

کبیر مایا موہنی۔ موہے جان سوجان
بھاگے ہو چھانڈے نہیں۔ بھر بھر مارے بان

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ مایا ایسی زبردست موہنی ہے۔ جس نے گیانی اور

اگیانی سب کو ہلاک کر دیا۔ جو اس سے بھاگتے ہیں۔ اُن کو بھی نہیں چھوڑتی اور پھر پھر کر تیر مارتی ہے۔

۳۶

کبیر مایا موہنی۔ بھئی اندھیاری لوئے
جو سوتے سو مُس لئے رہے وستو کو کھوئے

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ مایا موہنی ہے۔ اس کی وجہ سے دھرم کا اندھکار ہو گیا ہے۔ جو (دھرم اور اگیان کی نیند میں غافل) سوتے ہیں اُن کا یہ سب کچھ چھین لیتی ہے اور وہ (آتم) وستو کو کھو بیٹھتے ہیں۔

۳۷

مایا دیپک۔ نر پتنگ۔ بھرم بھرم تاہیں پڑنت
کوئی ایک گورو گیان سے اُبرے سادھو سنت

ارتھ۔ مایا چراغ کی طرح جل رہی ہے اور انسان بھرم کی وجہ سے اُس میں گر کر پروانہ کی طرح جل رہے ہیں۔ کوئی شاذ سادھو سنت گورو کے گیان کی مدد سے بچ جاتے ہیں۔

۳۸

سمرن سے من لائیے۔ جیسے کامی کام
ایک پلک بسرے نہیں نسدن آٹھوں جام

ارتھ۔ سمرن تو اس طرح کی جیسے شہوت پرست آدمی استری کا خیال کرتا ہے ایک لمحہ اس کو نہیں بھولتا۔ رات دن اور آٹھوں پہر یاد رکھتا ہے؛

۳۹

سمرن سے من لائیے۔ جیسے پانی مین

پران تجے چھن بچھڑے۔ سنت کبیر کہہ دین

ارتھ۔ سمرن میں اپنے من کو اس طرح لگا دے۔ جیسے مچھلی کو پانی سے تعلق رہتا ہے۔ ایک لمحہ کی جُدائی سے اُس کی جان نکل جاتی ہے کبیر سچ سچ کہتے ہیں ؎

۴۰

سمرن سُرت لگائے کر۔ مُکھ سے کچھو نہ بول
باہر کا پٹ دے کر۔ انتر کا پٹ کھول

ارتھ۔ سُرت لگا کر سمرن کر۔ مُنہ سے کچھ مت کہہ۔ باہر کے دروازوں کو بند کر کے اندر کے دروازوں کو کھول دے۔

۴۱

تن تھِر من تھِر۔ بچن تھِر۔ سُرت نِرت تھِر ہوئے
کہیں کبیر اس پاک کو۔ کلپ نہ پاوے سوئے

ارتھ۔ اگر من۔ وچن۔ رُوح (آتما) سب تھِر ہو کر سمرن کریں تو ایسے ایک لمحہ کے سمرن سے جو پھل ملتا ہے۔ وہ ایک کلپ کے باہر ماضی سمرن سے بہت زیادہ بڑھ کر ہے"

۴۲

دُکھ میں سمرن سب کریں۔ سُکھ میں کرے نہ کوئے
جو سُکھ میں سمرن کرے تو دُکھ کاہے کو ہوئے

ارتھ۔ ہر شخص کو مالک کی یاد دُکھ میں آتی ہے۔ مگر سُکھ میں کوئی اس کو یاد نہیں کرتا۔ اگر سُکھ میں یاد کرے تو پھر دُکھ ہی کبھی نہ ہو۔

۴۳

سُکھ میں سمرن نہ کیا۔ دُکھ میں کیا یاد
کہیں کبیر تا داس کی۔ کون سنے فریاد

ارتھ۔ سُکھ میں تو یاد نہیں کیا۔ دکھ میں یاد کر رہے ہیں۔ کبیر صاحب کہتے ہیں۔ ایسے داس کی فریاد کون سنتا ہے۔

۴۴

سُکھ کے ماتھے سِل پڑے جو نام ہر دے سے جائے
بلہاری وا دُکھ کی جو پل پل نام رٹائے!

ارتھ۔ ہم ایسے سُکھ کو نہیں چاہتے۔ جس کی وجہ سے مالک کا نام بھول جائے۔ پتھر پڑیں ایسے سکھ پر۔ ہم تو اُس دکھ پہ قربان ہیں۔ جو دم دم پر مالک کی یاد دلاتا ہے۔"

۴۵

سمرن کی سادھ یُوں کرو۔ جیُوں گاگر پنہار
ہالے ڈولے سُرت میں۔ کہیں کبیر وچار

ارتھ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے پانی بھرنے والی کہاری سر پر دو چار گھڑے رکھے ہوئے جا رہی ہے۔ راہ میں اپنی سہیلیوں سے ہنسی ٹھٹھا بھی کرتی جاتی ہے۔ لیکن اس کا خیال گھڑوں پر ہے۔ وہ ہلتی ڈولتی بھی ہے۔ لیکن ایک لمحہ کے لئے بھی گھڑوں کا خیال دل سے دُور نہیں کرتی۔ اس بات کو کبیر صاحب وچار کے کہتے ہیں۔

۴۶

سمرن کی سادھ یُوں کرو۔ جیسے دام کنگال
کہیں کبیر بسرے نہیں۔ پل پل لیت سنبھال

ارتھ ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے مفلس کنگال اپنے روپیہ پیسہ کا دھیان رکھتا ہے۔ وہ اس کو ذرا بھی نہیں بھولتا۔ پل پل اسی کا خیال رکھتا ہے۔

۴۷

جیوں نینوں میں پتلی۔ تیوں مالک گھٹ ماہنہ
مورکھ لوگ نہ جانیئے۔ باہر ڈھونڈھن جاہنہ

ارتھ ۔ جیسے آنکھ میں پتلی ہے۔ ویسے ہی مالک دل میں ہے۔ مگر نادان اس کو نہیں جانتے۔ باہر تلاش کرتے ہیں۔

۴۸

جیوں تل ماہیں تیل ہے۔ جیوں چکمک میں آگ
تیرا مالک تجھ میں۔ جاگ سکے تو جاگ

ارتھ۔ جیسے تل میں تیل رہتا ہے اور جیسے چقماق میں آگ رہتی ہے۔ ویسے ہی تیرا مالک تیرے اندر ہے اگر تجھ کو جاننا ہے تو جان لے۔

۴۹

جا کارن جگ ڈھونڈھیا۔ سو تو ہردے ماہنہ
پردہ دیا بھرم کا۔ تا سے سوجھے ناہنہ۔

ارتھ۔ جس کی جستجو میں ہم دربدر پھرتے رہے۔ وہ ہمارے دل میں ہے صرف بھرم کا پردہ پڑا ہے اس سے نظر نہیں آتا تھا۔

۵۰

کتھنی میٹھی کھانڈ سی۔ کرنی وش کی لوئے
کتھنی سے کرنی کرے۔ تو وش سے امرت ہوئے

ارتھ۔ باتیں بنانا شکر کی طرح میٹھا ہے۔ لیکن کرنا زہر ہے۔ اگر نہ بانی ٹمع خرچ چھوڑ کر انسان کرم کرنے لگے۔ تو زہر بھی امرت ہو جاتا ہے۔"

۵۱

آب گئی۔ آدر گیا۔ نینوں گیا سنیہہ
یہ تینوں تب ہی گئے جب ہی کہا کچھ دیہہ

ارتھ۔ جب کسی نے کسی چیز کا سوال کیا۔ اُسی وقت اُس کی عزت و حرمت جاتی رہی۔ اور آنکھوں کا پانی گر گیا۔

۵۲

مانگن گئے سو مر رہے۔ مرے جو مانگن جاہیہ
تن سے پہلے وہ مرے جو ہوت کہت ہیں ناہیہ

ارتھ۔ جو مانگنے گئے وہ مر رہے۔ جو اب مانگنے جائیں گے۔ وہ مر جائیں گے ان دونوں سے پہلے وہ مرتے ہیں جو ہونے ہوئے بھی "نہیں" کرتے ہیں

۵۳

مانگن مرن سمان ہے۔ مت کوئی مانگے بھیکھ
مانگن سے مرنا بھلا۔ یہ ست گورو کی سیکھ

ارتھ۔ اس لئے کوئی شخص بھیکھ کبھی نہ مانگے۔ کیونکہ مانگنا مرنے کے برابر ہے۔ ست گورو کی یہ تعلیم ہے کہ جو مانگتا ہے۔ وہ مردہ ہے۔

۵۴

چاہ مٹی۔ چنتا گئی۔ منوا بے پرواہ
جن کو کچھو نہ چاہیئے سوئی شہنشاہ

ارتھ۔ خواہش کو دبا دو۔ فکر مغلوب ہو جائے گی۔ دل بے پرواہ ہو جائیگا

جس میں کوئی خواہش نہیں۔ وہی در اصل شہنشاہ ہے۔

۵۵

کبیر کہا گربھیا۔ کال کہے کر کیس
نا جانئیں کت مارسی۔ کیا گھر کیا پردیس

ارتھ۔ کبیر تو مغرور کیوں ہے؟ موت نے تیری چوٹی پکڑ رکھی ہے۔ کون جانے گھر میں مارے گی یا پردیس میں۔

۵۶

ہاڑ جلے جیوں لکڑی۔ کیس جلیں جیوں گھاس
سب جگ جلتا دیکھ کر بھئے کبیر اداس

ارتھ۔ ہڈی مثل لکڑی کے جلتی ہے۔ اور سر کے بال گھاس کی طرح جلتے ہیں تمام سنسار کو جلتا دیکھ کر کبیر کے دل پہ اداسی چھا گئی۔

۵۷

پانی کا ہے بلبلا اس مانش کی ذات
دیکھت ہی چھپ جائیں گے جیوں تارا پربھات

ارتھ۔ انسان کی ہستی پانی کا بلبلا ہے۔ یہ اسی طرح دیکھتے دیکھتے چھپ جائے گی۔ جیسے صبح کو تارے چھپ جاتے ہیں۔

۵۸

رات گنوائی سو کر۔ دوس گنوایا کھائے
ہیرا جنم انمول تھا۔ کوڑی بدلے جائے

ارتھ۔ رات سونے میں گنوا دی اور دن کو کھانے میں ضائع کر دیا۔ یہ انسانی ہستی قیمتی گوہر تھی۔ اس کو کوڑی کے بدلے یونہی برباد کر دیا۔

۵۹

آج کہے میں کل بجھوں۔ کال کہے پھر کال
آج کل کے کرت ہی۔ اوسر جاسی چال

ارتھ۔ آج کہتا ہے۔ میں کل بجھوں گا۔ اور کل کہتا ہے کل۔ آج کل پہ ٹالتے ٹالتے موقع ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

۶۰

کل بھجنتا آج بھج۔ آج بھجنتا اب
پل میں پرلے ہووےگی پھیر بھجیگا کب

ارتھ۔ اگر کل پربھو کا سمرن کرنا ہے تو آج سمر کرلے۔ اگر آج پربھو کا سمرن کرنا ہے۔ تو اب کرلے۔ جب موت نے تجھے آن گھیرا تو پھر کب پربھو کا سمرن کرے گا۔

۶۱

دیہہ دھرے کا گن یہی دیہہ دیہہ کچھ دیہہ
داس کبیرا دیہہ تو جب تک تیری دیہہ

ارتھ۔ شریر دھارن کرنے کا وصف اسی بات میں ہے کہ دیتا رہ۔ جب تو مر جائے گا۔ تب کون سے مانگنے آئے گا؟

۶۲

پانی بھرن پنہاریاں۔ رنگا رنگ گھڑے
بھریا اُس دا جانئے جس دا توڑ چڑھے

ارتھ۔ پنہاریاں یعنی (کہاریاں) پانی بھر رہی ہیں۔ اُن کے مختلف رنگوں اور قسموں کے گھڑے ہیں۔ اُن ہی گھڑوں کو بھرا ہوا سمجھئے جو بھرے ہوئے منزل مقصود پر پہنچ جائیں؟

۶۳

آگے ہیں سو جائیں گے۔ راجہ رنک فقیر
ایک سنگھاسن چڑھ چلے اک بندھے جات زنجیر

ارتھ۔ جو آگے ہیں سو جائیں گے۔ خواہ راجہ ہوں۔ مفلس ہوں یا فقیر (فرق صرف اتنا ہوگا) کوئی سنگھاسن پر چڑھا جا رہا ہے۔ کوئی زنجیروں سے جکڑا ہوا جا رہا ہے؟

۶۴

مانش جنم دُرلبھ ہے۔ ملے نہ باردم بار
تروَر سوں پتا جھڑے۔ پھر نہ لاگے ڈار

ارتھ۔ انسانی جنم مشکل سے ہاتھ آتا ہے۔ یہ بار بار نہیں ملتا جسطرح

کہ درخت سے پتا گر کر پڑتا ہے اور دوبارہ پھر شاخ میں نہیں لگ سکتا۔

۶۵

کبیرا مکھ سو ہی بھلا - جا مکھ نکسے رام
جا مکھ رام نہ نکسے وہ مکھ ہے کس کام

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - وہ منہ اچھا ہے۔ جس منہ سے رام کا نام نکلے - اور جس منہ سے رام کا نام نہ نکلے - وہ منہ کس کام کا ؛

۶۶

کبیرا سوتا کیا کرے - جاگو جپو مرار
ایک دناں ہے سوونا لمبے پاؤں پسار

ارتھ - اے کبیرا تو سویا ہوا کیا کر رہا ہے - بیدار ہو اور پربھو کا سمرن کرے - ایک دن تجھے لمبے پاؤں پسار کر سونا پڑیگا ؛

۶۷

گورو بھگتی اتی کٹھن ہے - جیوں کھانڈے کی دھار
بنا سانچے پہنچے نہیں مہا کٹھن ہیو پار

ارتھ - گورو بھگتی بہت مشکل ہے - یہ دو دھاری تلوار ہے - جب تک بالکل سچا نہ ہوگا - کبھی رسائی حاصل نہ ہوگی ؛

۶۸

آیا تھا کس کام کو تو سویا چادر تان
سُرت سنبھال اے غافلا اپنا آپ پہچان

ارتھ - تجھے یاد ہے کہ کس کام کے لئے اس جہان میں آیا تھا - تو تو یہاں آکر چادر اوڑھ کر سو رہا ہے - اے غافل اب ہوش سنبھال - اور اپنے

آپ کو پہچان کہ تو کون ہے اور تیرے یہاں آنے کا کیا باعث ہے!

۶۹

سکل رین سووت گئی، اودے بھیو ہے بھان
اُٹھ اور بھج بھگوان کو جو تو چاہے کلیان

ارتھ۔ تمام رات سوتے گذر گئی۔ سورج بھگوان نکل آئے۔ بیدار ہو۔ اور پربھو کا سمرن کرلے۔ اگر تو کلیان چاہتا ہے ؛

۷۰

یہ تو گھر ہے پریم کا۔ خالہ کا گھر ناہہ
سیس کاٹ بھوئیں میں دھرے تب آوے گھر ماہہ

ارتھ۔ یہ پریم کا گھر ہے۔ خالہ کا گھر نہیں پہلے سر کاٹ کر زمین پر رکھو تب گھر میں آنے کی ہوس کرو"

۷۱

جو تو پیاسا پریم کا سیس کاٹ کر گوئے
جب تو ایسا کرے گا تب کچھ ہوتے تو ہوئے

ارتھ۔ اگر تجھ میں پریم کی پیاس ہے۔ تو پہلے سر کاٹ دے۔ تب اُس کی تلاش کر۔ جب تو ایسا کرے گا۔ تب کچھ ہو سکے گا ؛

۷۲

مالا پھیرت جگ بھیا مٹا نہ من کا پھیر
من مالا کو پھیر دے۔ جا میں گانٹھ نہ پھیر

ارتھ۔ مالا پھیرتے ہوئے ایک مدت گذر گئی۔ مگر من کی دبدھا نہ مٹی۔ تو من کی مالا کو پھیرتا رہ، جس میں گانٹھ ہے اور ہیر پھیر کچھ بھی نہیں ہے ؛

۷۳

مالا تو کر میں پھرے ۔ جیبھ پھرے مکھ ماہنہ
منوا تو دس دش پھرے یہ تو سمرن ناہنہ

ارتھ ۔ مالا تو ہاتھ میں کھٹ کھٹ کر پھر رہی ہے ۔ منہ میں زبان رام رام کہتے ہوئے پھر رہی ہے ۔ اور من دسوں دشاؤں میں پھرتا ہے ۔ اس کو کون سمرن کہے گا ؛

۷۴

جو جیا اپنے دُکھ سنہارو
سو دُکھ ویاپ رہا سنسارو

ارتھ ۔ ہے جیو! جس دُکھ سے تو پریشان ہے ۔ وہی دُکھ تمام دُنیا میں محیط ہے ؛

۷۵

مایا موہ بندھ سب لوئی
ایسے لابھ ۔ مول کو کھوئی

ارتھ ۔ سب لوگ مایا موہ میں پھنسے ہوئے ہیں ۔ اور تھوڑے نفع کے لئے اصلی پونجی بھی کھو بیٹھے ہیں ؛

۷۶

بہت دنن کی جوہتی ۔ باٹ تمہاری رام
جیا ترسے تم ملن کو ۔ من ناہیں بسرام

ارتھ ۔ ہے رام میں دنوں سے تمہاری راہ دیکھ رہی ہوں ۔ تم سے ملنے کے لئے میرا دل تڑپ رہا ہے ۔ دل میں ذرا بھی شانتی نہیں ؛

۷۷

برہا بھونگم تن بسے۔ منتر نہ لاگے کوئے
رام ویوگی نہ جیئے۔ جیئے تو بورے ہوئے

ارتھ۔ جب تک ویوگ روپی سانپ (مجسم فراق سانپ) جسم میں رہا اس کرتا (بستا) ہے تب تک اُس پہ کوئی منتر نہیں لگ سکتا رام سے بچھڑا ہوا انسان تو پہلے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر زندہ رہا بھی جائے تو پاگل ہو جاتا ہے:

۷۸

ہری سنگت سیتل بھیا۔ مٹی موہ کی تاپ
نس باسر سکھ ندھی لہا انتر پرگٹا آپ

ارتھ۔ ایشور کی سنگت سے جیو آتما شانت ہو گیا۔ اور موہ مایا سے پیدا ہوئی جلن دور ہو گئی۔ پھر کیا تھا رات دن آنند ہی آنند ملنے لگا۔ اور ہردے میں ساکھشات بھگوان ظاہر ہو گئے:

۷۹

جب میں تھا تب ہری نہیں اب ہری ہیں میں ناہیں
سب اندھیارا مٹ گیا۔ دیپک دیکھا ماہیں

ارتھ۔ جب تک جیو کو غرور تھا۔ تب تک وہ ایشور سے بہت دور تھا۔ مگر جب اس کا غرور مٹ گیا۔ تب اُس نے ایشور کو حاصل کر لیا اور تمام تاریکی علم کی روشنی میں غائب ہو گئی:

۸۰

کایا کمنڈل بھر لیا۔ اچھے نرمل نیر

تن من جیون بھر لیا پیاس نہ مٹی سریر

ارتھ - شریر (جسم) روپی کمنڈل میں رام نام روپی شفاف پانی بھر لیا۔ اور تن من سے زندگی بھر پیا تو بھی شریر (جسم) کی پیاس نہ بجھی ؛

۸۱

بھاری کہوں تو بہو ڈروں ۔ ہلکا کہوں تو جھوٹھ
میں کا جانوں رام کو ۔ نینن کبھی نہ دیٹھ

ارتھ - اگر یہ کہوں کہ رام بھاری (وزندار) ہیں۔ تو مجھے بہت ڈر لگتا ہے۔ اگر یہ کہوں ۔ کہ وہ ہلکے ہیں تو جھوٹ بولتا ہوں ۔ بھلا میں رام کو کیا جانوں ۔ کیونکہ میں نے کبھی اُنہیں اپنی آنکھوں سے تو دیکھا ہی نہیں ؛

۸۲

آس ایک جیا رام کی ۔ دُوجی آس نراس
پانی مانہیں گھر کرے ۔ تو بھی مرے پیاس

ارتھ - صرف ایک رام کی آشا آشا ہے ۔ اور دوسری آشا نراشا مانند ہے۔ دوسروں کی آشا کرنے والے ایسے ہیں ۔ جو پانی میں رہتے ہوئے پیاسوں مرتے ہیں ؛

۸۳

ڈھول ۔ دمامہ ۔ دُگڑی ۔ سہنائی سنکھ بھیر
اکثر چلے بجائی کے ہے کوئی لاکھے پھیر

ارتھ - ڈھول ۔ نقارہ ۔ دُگڑی ۔ سہنائی ۔ سنکھ ۔ تُرہی وغیرہ باجے بجا کر جیو آتے ہی چل لیا۔ کیا کوئی ایسا ہے ۔ جو اسے پھیرا واپس لا سکتا ہے ؛

کہا کیئو ہم آئے کے - کہا کریں گے جائے
اِت کے بھیئے نہ اُت کے چلے بھے مول گنوائے

ارتھ - ہم نے اس سنسار میں آکر کیا کیا اور یہاں سے جا کر ہی کیا کریں گے؟ نہ ادھر کے ہوئے، نہ ادھر کے - جو پونجی پاس تھی اُسے بھی کھو چلے۔

۸۵

یہ تن تو سب بن بھیا - کرم ہی بھیئے کلہار
آپ آپ کو کاٹ ہیں - کہے کبیر وچار

ارتھ - کبیر صاحب وچار کر کہتے ہیں - یہ تمام جسم تو جنگل کے سمان ہے اور کرم کلہاڑی کے سمان ہیں - وہ تو ایک دوسرے کو کاٹ رہے ہیں یعنی اس جسم سے کرم کٹ جائیں گے اور کرم کٹ جانے سے جسم کا بندھن چھوٹ جائیگا اور آتما مکت ہو جائے گی۔

۸۶

کرنا تھا سو کیوں کیا - اب کر کیوں پچھتائے
بویا پیڑ ببول کا - آم کہاں سے کھائے

ارتھ - جو تجھے نہیں کرنا تھا - وہ تو نے کیوں کیا - اب وہ کر کے کیوں پچھتا رہا ہے - اب کیکر کا درخت بو کر آم کھانے کی خواہش فضول ہے۔

۸۷

سوامی ہونا سہج رہا - دُوبھر ہونا داس
گانڈر آئی اون کی باندھی چرے کپاس

ارتھ - سوامی بننا تو دُور رہا - داس (خادم) بننا بھی مشکل ہے -

جیسے اُون کے لیئے لائی ہوئی بھیڑ ہنڈھے ہنڈھے کپاس بھی چر گئی ؛

۸۸

راس پرائی راکھتا ۔ کھایا گھر کا کھیت
اورن کو پربودھتا ۔ مکھ میں پریا ریت

ارتھ ۔ تو دوسروں کی راس کی رکھوالی (حفاظت) کرتا ہے اور خود اپنے گھر کا کھیت کھا گیا ۔ دوسروں کو تو گیان سکھاتا پھرتا ہے لیکن خود تیرے منہ میں ریت پڑی ہوئی ہے ؛

۸۹

پوتھی پڑھ پڑھ جگ موا ۔ پنڈت بھیا نہ کوئے
ایک اکھشر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے

ارتھ ۔ دُنیا کتابیں پڑھ پڑھ کر مر گئی ۔ مگر کوئی پنڈت (عالم فاضل) نہ ہو سکا ۔ جو پریتم (ایشور) کا ایک حرف پڑھے وہی پنڈت ہو ؛

۹۰

اُونچے کُل کا جنمیا ۔ کرنی اونچ نہ ہوئے
سوَرن کلس سُرا بھرا ۔ سادھو نندا سوئے

ارتھ ۔ صرف اُونچے کُل (اعلےٰ خاندان) میں جنم لینے سے کرتویہ (فرائض) اعلےٰ نہیں ہو جاتے ۔ جیسے شراب سے بھرے ہوئے سونے کے بھی کلس کی سادھو لوگ (نیک اصحاب) بدگوئی کرتے ہیں ؛

۹۱

کا جرکیری کوٹھڑی ۔ کاجر ہی کا کوٹ

بلہاری تا داس کی رہے رام کی اوٹ

ارتھ - اس کاجل (برائیوں) سے بنے ہوئے سنسار روپی قلعہ میں کاجل ہی کا بنا ہوا یہ شریر روپی کمرہ ہے - چاروں طرف سے برائیوں ہی سے گھرے رہنے پر یہ شریر بھلائی کیسے کر سکتا ہے - بلہاری تو اُس داس کی جو ایسے ناموافق حالت میں رام کا آشرا گرہن کرتا ہے ؛

—— ۹۲ ——

کبیر انت جاگیا - اور نہ جاگے کوئے
کہا کے وشئی وِش بھرا - داس بندگی ہوئے

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ اس سنسار میں یا تو خالق (دُنیا کا پیدا کنندہ) جاگتا ہے یا شہوانی جذبات کے زہر سے بھرا ہوا عیاش جاگتا ہے یا بھگت اپنے سوامی کے گن گائن کرنے کے لیے جاگتا ہے - ان تینوں کو چھوڑ کر اور کوئی نہیں جاگتا ؛

—— ۹۳ ——

کبیر ہردی پیسیری - چونا اجر بھائے
رام سنیہی یوں ملے - دونوں ورن گنوائے

ارتھ - کبیر داس جی کہتے ہیں - کہ ہلدی پیلی ہوتی ہے - اور چونا سفید ہوتا ہے - لیکن دونو کے باہم ملانے سے دونو کا رنگ جاتا رہتا ہے - اسی طرح رام اور بھگت اپنے اپنے ورن کو کھو کر باہم مل جاتے ہیں -

—— ۹۴ ——

بھُوکا بھُوکا کیا کرے۔ کہا سُناوے لوگ
بھانڈا گاڑھ جن مُکھ دیا۔ سوئی پُورن جوگ

ارتھ۔ تو بھُوکا بھُوکا کیا چلّاتا ہے۔ لوگوں کو کیا سُناتا ہے۔ ارے جس نے اس برتن روپی شریر کو بنا کر مُنہ دیا ہے۔ وہی پرماتما اسے بھرنے کے یوگیہ ہے ؛؛

—— ۹۵ ——

جا کو جیتا نرمیا۔ تا کو تیتا ہوئے
رتّی گھٹے نہ تِل بڑھے جو سِر کوٹے کوئے

ارتھ۔ جس کے لئے جتنا بنایا گیا ہے۔ اُس کو اُتنا ہی ہوتا ہے۔ خواہ کوئی سر پیٹتے پیٹتے مر جائے۔ مگر اُس میں نہ تو کوئی رتّی بھر گھٹ سکتا ہے اور نہ تِل بھر بڑھ سکتا ہے ؛؛

—— ۹۶ ——

سائیں سے سب ہوت ہے بندے سے کچھ ناہیں
رائی تے پربت کرے۔ پربت رائی ماہیں !

ارتھ۔ پرماتما سب کچھ کر سکتا ہے داس (جیو) کچھ نہیں کر سکتا۔ پرماتما چاہے تو رائی کا پربت بنا دے اور پربت کو رائی میں تبدیل کر دے !

—— ۹۷ ——

وَید مؤا۔ روگی مؤا۔ مؤا سکل سنسار
ایک کبیرا نہ مؤا۔ جے ہی کے رام ادھار

ارتھ۔ کبیر داس جی کہتے ہیں۔ کہ وید مر گیا۔ مریض مر گیا۔ تمام سنسار مر گیا۔ صرف وہی موت سے بچا۔ جس کو رام کا آشرا تھا ؛؛

۹۸

ہم دیکھت جگ جات ہے۔ جگ دیکھت ہم جاہیں
ایسا کوئی نہ ملے۔ پکڑ چھڑاوے باہیں!

ارتھ۔ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ سنسار اُٹھا جا رہا ہے۔ اور سنسار دیکھتا ہے کہ ہم چلے جا رہے ہیں۔ مگر ایسا کوئی نہیں ہے۔ جو بازو پکڑ کر موت سے چھڑا دے؛

۹۹

کمودنی جلہر بسے۔ چندا بسے آکاس
جو جاہی کی بھاونا۔ سو تاہی کے پاس

ارتھ۔ جو جس سے پریم کرتا ہے۔ وہ اُس کے پاس ہے۔ جیسے کمودنی تالاب میں رہتی ہے۔ اور چندرماں آکاش میں۔ مگر چندرماں کے اودے ہوتے ہی کمودنی کھل اُٹھتی ہے؛

۱۰۰

جھوٹے سکھ کو سکھ کہیں۔ مانت ہیں من مود
خلق چبینا کال کا کچھ مکھ میں کچھ گود!!!

ارتھ۔ لوگ سنسار کے جھوٹے سکھ کو سکھ مان کر دل میں خوش ہوتے ہیں۔ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ تمام دنیا موت کی خوراک ہے۔ جس میں سے کچھ تو موت کے منہ میں چلی گئی ہے۔ اور کچھ گود میں رکھی ہوئی ہے؛

۱۰۱

کبیر اگھاس نہ نندیئے۔ جو پاؤں تل ہوئے

اُڑ کے پڑے جو آنکھ میں کھرا دُہیلا ہوئے

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ جو گھاس پاؤں کے نیچے پڑی ہو - اُسے بھی حقیر نہ سمجھنا چاہیئے - کیونکہ اگر وہی اُڑ کر آنکھ میں پڑ جائے تو سخت تکلیف ہونے لگتی ہے ؛

~~~~~~ ۱۰۲ ~~~~~~

داتا کے ہے دھن گھنا - سر سُورے کے بیس
پتی برتا کے تن نہیں - پتی راکھے جگدیش

ارتھ - داتی پرش غریب ہونے پر بھی بہت دولتمند ہے - وِیر پُرش (بہادر شخص) کے ایک سر ہوتا ہوا بھی بیس سروں کے برابر ہے - اور پتی برتا استری شریر دھارن کرتے ہوئے بھی (جسم رکھتے ہوئے بھی) جسم کے بغیر ہے - ان تمام کی لجا (شرم) بھگوان رکھتے ہیں ؛

~~~~~~ ۱۰۳ ~~~~~~

کبیرا جپنی کاٹھ کی - کیا دکھلاوے تو
ہردے نام نہ جپیا - ایہہ جپنی کیا ہو

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ تو مجھے کاٹھ کی جپنی (لکڑی کی مالا) کیا دکھلاتا ہے - جب تونے دل سے رام تمام کا سمرن نہیں کیا تو پھر اس لکڑی کی مالا پھیرنے سے کیا فائدہ ؟

~~~~~~ ۱۰۴ ~~~~~~

کبیر تیری جھونپڑی گل کٹئن کے پاس
کرن گے سو بھرن گے تم کیوں بھئے اُداس

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ تیری جھونپڑی گلا کاٹنے والوں کے
~~~~~~

مکان کے نزدیک ہے جو جیسا کرے گا۔ ویسا ہی اس کا پھل ملیگا۔ تم کیوں اُداس ہو گئے ہو

۱۰۵

سانچ برابر تپ نہیں۔ جھوٹ برابر پاپ
جا کے ہِردے سانچ ہے۔ تا کے ہِردے آپ

ارتھ۔ سچائی کے برابر کوئی تپ (ریاضت) نہیں۔ اور جھوٹ برابر کوئی پاپ (گناہ) نہیں۔ جن کے اندر سچائی کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی ہے اُن کے اندر پرماتما نواس کرتے ہیں ۔

۱۰۶

سمرن کی سُدھ یوں کرو۔ جیوں سُرہی سُت ماہِ
کہیں بکھیر چارہ چرت۔ بسرے کب ہوں ناہِ

ارتھ۔ مالک کی یاد اس طرح کرو۔ جیسے گائے اپنے بچے کا دھیان رکھتی ہے۔ وہ فاصلہ پر چارہ چر رہی ہے۔ بچھڑا کھونٹے سے بندھا ہے کیا مجال کوئی اُس کے پاس چلا جائے۔ گائے چارہ چرتے ہوئے بھی اُس کا خیال رکھتی ہے ۔

۱۰۷

مالا پھیرت من خوشی۔ تا سے کچھ نہ ہوئے
من مالا کے پھیرتے۔ گھٹ اُجیارا ہوئے

ارتھ۔ مالا پھیرنے سے تمہارا من خوش ہو تو ہو۔ مگر اس سے کچھ نفع نہ ہوگا من کی مالا پھیرنے سے تم روشن ضمیر بن جاؤ گے ۔

۱۰۸

پھل کارن سیوا کرے۔ تجے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں۔ چہے چوگنا دام

ارتھ۔ جو کسی غرض کے باعث سیوا کرتا ہے۔ اور من سے خواہشات کو دور نہیں کرتا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ وہ سیوک نہیں۔ چوگنا دام مانگنے والا مزدور ہے؛

۱۰۹

جہاں کام تہاں نام نہیں۔ جہاں نام نہیں کام
دونوں کبھوں ناہیں ملیں۔ روی رجنی اک ٹھام

ارتھ۔ جہاں کام رہتا ہے۔ وہاں نام نہیں رہتا۔ جہاں نام نہیں رہتا وہاں کام رہتا ہے۔ سورج اور چاند دونوں ایک جگہ کبھی نہیں مل سکتے؛

۱۱۰

کالا مُنہ کر مان کا ۔ آدر لاوے آگ
مان بڑائی چھوڑ کر ۔ رہے نام لو لاگ

ارتھ ۔ تو عزت کی خواہش کا مُنہ کالا کر اور شہرت کو آگ لگا دے ۔
مان بڑائی چھوڑ کر مالک کے نام سے لو لگا ؛

۱۱۱

لینے کو ست نام ہے ۔ دینے کو اَن دان
ترنے کو ہے دِینتا ۔ بوڑن کو ابھیمان

ارتھ ۔ اگر لینا ہے تو ست نام (پربھو کا نام) لے ۔ اور اگر دینا ہے ۔ تو اناج دے ۔ بھو ساگر سے پار اُترنے کے لیے حلیمی ہے ۔ اور ڈوبنے کے لیے غرور ہے ؛

۱۱۲

جب ہی نام ہردے دھریو ۔ بھئیو پاپ کو ناش
مانو چنگی اگنی کی ۔ پری پرانے گھاس !

ارتھ ۔ جب پربھو کا نام ہردے میں لیا ۔ تب ہی پاپوں کا ناش ہو گیا ۔ جس طرح آگ کی چنگاڑی گھاس پر پڑنے سے گھاس جل کر راکھ ہو جاتی ہے ؛

۱۱۳

جاگن سے سوون بھلا ۔ جو کوئی جانے سوئے
انتر لو لاگی رہے ۔ سہجے سمرن ہوئے !

ارتھ ۔ جاگنے سے سونا اچھا ہے اگر کوئی سونا جانتا ہو ۔ اگر اندر پرماتما

سے لونگی رہے۔ تو آسانی سے سمرن ہوتا ہے ؛

~~~~~~ ۱۱۴ ~~~~~~

کبیرا سب جگ نردھنا۔ دھنونتا نہیں کوئے
دھن ونتا سوئی جانیئے۔ جا ہی رام دھن ہوئے

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تمام سنسار نردھن (غریب) ہے
کوئی بھی دھن وان (دولتمند) نہیں۔ دولتمند اُس کو سمجھیئے۔
جس کے پاس رام نام کا دھن ہے ؛

~~~~~~ ۱۱۵ ~~~~~~

سمرن سوں من لائیے جیسے کیڑا بھرنگ
کبیر بسارے آپ کو ہوئے جائے تے ہی رنگ

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ سمرن سے اس طرح من لگا۔ جس
طرح کیڑے اور مکھی کا حال ہوتا ہے۔ کیڑا جب مکھی کے جال میں
پھنس جاتا ہے۔ تو اپنے آپ کو بھول کر مکھی کے رنگ کا ہو
جاتا ہے ؛

~~~~~~ ۱۱۶ ~~~~~~

جپ۔ تپ۔ سنیم سادھنا سب سمرن کے ماہیں
کبیرا جانے رام جن۔ سمرن سم کچھ ناہیں !!

ارتھ۔ جپ۔ تپ۔ سنیم سادھنا سب سمرن کے طریقے ہیں۔
کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ یہ صرف رام جن ہی جان سکتے ہیں
کہ سب رام نام سمرن کی برابری نہیں کر سکتے ؛

~~~~~~ ۱۱۷ ~~~~~~

چنتا تو ہری نام کی۔ اور نہ چنتوے داس!
جو کچھ چنتوے نام بن۔ سوئی کال کی پھانس

ارتھ۔ جن کے دل میں صرف ہری کی چنتا (فکر) ہے۔ وہ اور کسی کا نام نہیں جپتے۔ جو پرمیشور کے نام کو چھوڑ کر کسی اور کا نام جپتے ہیں وُہی موت کا شکار ہو جاتے ہیں:

—— ۱۱۸ ——

باہر کیا دکھرائیے۔ انتر جپیئے رام
کہا کاج سنسار سے۔ تجھے دھنی سو کام

ارتھ۔ باہر دکھلانے سے کیا فایدہ؟ دل کے اندر رام نام کا سمرن کر۔ تجھے دُنیا سے کیا مطلب؟ اور دولت سے کیا غرض؟

—— ۱۱۹ ——

سہجے ہی دُھن لگی رہے۔ کہے کبیر گھٹ ماہیں
ہردے ہری ہری ہوت ہے مُکھ کی حاجت ناہیں

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ دل کے اندر پربھو کا سمرن آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اگر ہردے میں ہری ہری ہوتا رہے۔ تو منہ سے بولنے کی ضرورت نہیں رہتی:

—— ۱۲۰ ——

اس اوسر چیتا نہیں۔ پشو جیوں پالی دیہہ
رام نام جانا نہیں۔ انت پری مُکھ کھیہ

ارتھ۔ اب تک تجھے ہوش نہیں آئی۔ تو نے اپنے جسم کی حیوانوں کی طرح پرورش کی۔ تو نے رام کا نام سمرن نہیں کیا۔ اس لئے آخر تیرے

منہ پر خاک ڈالی گئی ؛

۱۲۱

اُجول پہرے کپڑا۔ پان سپاری کھائے
ایک ہی ہری کے نام بن باندھا یم پور جائے

ارتھ۔ خواہ کتنے ہی صاف شفاف لباس زیب تن کرے۔ اور پان سپاری کھائے۔ لیکن اگر تو نے ہری کا نام نہیں جپا۔ تو سیدھا نرک کو جائے گا ؛

۱۲۲

پانچ پہر دھندے گیا۔ تین پہر رہا سوئے
ایک پہر ہری نام نہ جپیا۔ مکتی کہاں سے ہوئے

ارتھ۔ تو نے پانچ پہر تو دُنیاوی کاروبار میں ضائع کر دیئے۔ اور تین پہر سو کر گذار دیئے۔ ایک پہر بھی تو نے ہری کا نام نہیں جپا پھر مکتی کیسے ہوگی ؛

۱۲۳

دھوم دھام سے دن گیا۔ سوچت ہو گئی سانجھ
ایک گھڑی ہری نام نہ جپیا۔ جننی جن بھئی بانجھ

ارتھ۔ دن دھوم دھام سے گذر گیا۔ اور سوچتے سوچتے شام ہو گئی۔ مگر تو نے ایک گھڑی بھی ہری کا نام نہ جپیا۔ جننی تجھے جن کر بانجھ ہو گئی ؛

۱۲۴

کبیرا یہ تن جات ہے۔ سکے تو ٹھور لگائے

سکے سیوا کر سادھو کی۔ سکے گوبند گن گائے

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ یہ تن جا رہا ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے۔ تو اسے ٹھکانے لگا۔ یہ تو بتلا تو نے کتنے سادھوؤں کی سیوا کی ہے۔ اور کتنی مرتبہ گوبند کے گن گائے ہیں ؛

۱۲۵

سانس سپھل سوئی جانیئے۔ ہری سمرن میں جائے
اور سانس یونہی گئے۔ کر کر بہت اپائے

ارتھ۔ سانس وہی سپھل ہے۔ جو ہری نام میں جائے۔ اور سانس بے فائدہ گئے۔ جو ہری سمرن کے بنا کسی اور دھندے میں لگا دیئے ؛

۱۲۶

کیا بھروسہ دیہہ کا بنسی جات چھن ماہیں
سانس سانس سمرن کرو اور یتن کچھ ناہیں

ارتھ۔ اس جسم کا کیا بھروسہ۔ جو پل میں مٹا جا رہا ہے۔ سانس سانس پر پربھو سمرن کرو۔ اور یتن کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ؛

۱۲۷

کتھا کیرتن کل وشے۔ بھوساگر کی ناؤ
کہہ کبیر یا جگت میں ناہیں اور اپاؤ !!

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ اس کلجگ میں بھوساگر پار اترنے کے لئے کتھا کیرتن کشتی کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہیں ؛

۱۲۸

جیون تھوڑا ہی بھلا۔ جو ہری سمرن ہوئے
لاکھ برس کا جیونا۔ لیکھے دھرے نہ کوئے

ارتھ۔ وہ تھوڑی زندگی اچھی ہے۔ جو ہری سمرن میں گذر جائے۔ ہری سمرن کے بغیر اور کوئی ذریعہ نہیں ؛

۔۔۔۔ ۱۲۹ ۔۔۔۔

رام نام کو سمرتے ادھرے پتت انیک
کہہ کبیر ناہیں چھاڑیئے رام نام کی ٹیک

ارتھ۔ رام نام کا سمرن کرتے کرتے کئی پتت تر گئے۔ کبیر صاحب کہتے ہیں۔ کہ رام کا سمرن کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے ؛

۔۔۔۔ ۱۳۰ ۔۔۔۔

کبیرا ہری کے نام میں بات چلاوے اور
تس اپرادھی جیو کو تین لوک کت ٹھور

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جو لوگ ہری کے نام میں کوئی دوسری بات چلاتے ہیں۔ اس قصوروار انسان کو تین لوک میں بھی رہنے کو جگہ نہیں ملتی ؛

۔۔۔۔ ۱۳۱ ۔۔۔۔

کبیر لجیا لوک کی۔ ناہیں بولے سانچ
جان بوجھ کنچن تجے۔ کیوں تو پکڑے کانچ

ارتھ۔ کبیر صاحب کہتے ہیں (لوگ) دنیا کی شرم سے سچ نہیں بولتے۔ کیوں تو سونے کو چھوڑ کر کانچ کو ہاتھ لگاتا ہے ؛

۔۔۔۔ ۱۳۲ ۔۔۔۔

سادھو ایسا چاہیئے۔ ساچی کہے بنائے
کے ٹوٹے کے پھر جڑے۔ بن کہے بھرم نہ جائے

ارتھ۔ سادھو کو ایسا چاہیئے۔ وہ بالکل سچی سچی بات کہے۔ خواہ اس سے اس کا تعلق ٹوٹ جائے یا مضبوط ہو جائے سچ کہے بغیر بھرم نہیں جاتا :

۱۳۳

دوش پرائے دیکھ کر چلا ہنست ہنست
اپنے چیت نہ آوئی۔ جن کی آد نہ انت

ارتھ۔ جیسے دوسروں کا دوش دیکھتے ہوئے اور اوروں کا مذاق اڑاتے ہوئے چل بسا۔ وہ اس انادی اور اننت پرماتما کو اپنے ہردے میں نہ لایا :

۱۳۴

نندک دور نہ کیجیئے۔ دیجئے آدر مان !!
تن من سب نرمل کرے۔ بک بک آن ہی آن

ارتھ۔ اپنی بدگوئی کرنے والے کو کبھی دور نہ کرنا چاہیئے۔ بلکہ اس کا آدر ستکار کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ دوسرے لوگوں سے برائی کر کے جسم اور دل سب کو پاک کر دیتا ہے :

۱۳۵

وستو کہیں ڈھونڈھے کہیں۔ کیسے آوے ہاتھ
کہہ کبیر تب پایئے۔ بھیدی لیجے ساتھ

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ چیز تو کہیں ہے اور ڈھونڈھنے

والا اُسے کہیں ڈھونڈھتا ہے۔ تو پھر وہ کیسے ملے۔ وہ تو تب ہی ملے گی۔ جب بھید جاننے والے کو ساتھ لے کہ اُس کی تلاش کی جائے گی :

۱۳۶

سِکھ کو ایسا چاہیئے۔ گورُو کو سربس دے
گورُو کو ایسا چاہیئے۔ سِکھ کا کچھو نہ لے

ارتھ۔ شاگرد کو چاہیئے۔ کہ گورو کو سب کچھ دے دے۔ اور گورو کو چاہیئے۔ کہ شاگرد کا کچھ نہ لے :

۱۳۷

پپیہا پن کو نہ تجے۔ تجے تو تن بیکاج
تن چھوٹے تو کچھو نہیں۔ پن چھوٹے ہے لاج

ارتھ۔ پپیہا اپنا پرن (عہد) نہیں چھوڑتا۔ اگر اُس کا پرن چھوٹ جائے۔ تو اُس کا زندہ رہنا فضول ہے۔ کیونکہ جسم چھوٹ جانے سے تو کچھ بھی نہیں آتا۔ مگر پرن (عہد) چھوٹ جانے سے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے :

۱۳۸

سر راکھے سر جات ہے سر کاٹے سر ہوئے
جیسے باتی دیپ کی کٹے اُجیرا ہوئے!

ارتھ۔ سر کی حفاظت کرنے سے عزت و حرمت جاتی رہتی ہے۔ اور سر کاٹ دینے سے عزت ہوتی ہے جیسی چراغ کی بتی کے کٹنے ہی سے روشنی ہوتی ہے :

۱۳۹

کبیر اسنگت سادھو کی - جیوں گندھی کی باس
جو کچھ گندھی دے نہیں تو بھی باس سوباس

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ سادھو (مہاتماؤں) کی صحبت عطر فروش کے گھر کی طرح ہے - اگر عطر فروش کچھ بھی نہ دے تو بھی مکان خوشبو دیتا ہے ؛

۱۴۰

مالا پھیرت جگ گیا - گیا نہ من کا پھیر
کر کا منکا ڈار دے - من کا منکا پھیر

ارتھ - مالا پھیرتے ہوئے بہت عرصہ گذر گیا - مگر من کی چنچلتا دور نہ ہوئی - اس لئے ہاتھ کی مالا پھینک دو - اور من کی مالا پھیرو ؛

۱۴۱

اونچے پانی نہ ٹکے - نیچے ہی ٹھہرائے
نیچا ہوئے سو بھر پیئے - اونچ پیاسا جائے

ارتھ - پانی اونچی جگہ پر نہیں ٹھہرتا - نیچی جگہ میں آکر ٹھہر جاتا ہے - اسی طرح انسان اگر جھک کر پانی پیئے تو پیٹ بھر پی سکتا ہے - اور اگر وہ اونچا ہو کر کھڑے کھڑے پانی پینے کی کوشش کریگا - تو پیاسا ہی جائے گا ؛

۱۴۲

بڑا ہوا تو کیا ہوا - جیسے لمبی کھجور
پنچھی کو سایہ نہیں - پھل لاگے اتی دور

ارتھ - اگر وہ بڑا بھی ہو گیا - تو کیا ہوا - جس طرح لمبی کھجور سے کسی کو کچھ فایدہ نہیں پہنچتا - پرندے اُس کے سایہ میں آرام نہیں کر سکتے اور اُس کو پھل بھی بہت فاصلہ پر لگتے ہیں - انسان کی اُس تک رسائی نہیں ہوتی - اسی طرح اُس انسان کے بڑا ہونے سے دوسروں کو کیا فایدہ ؟

۱۴۳

یہ تن وش کی بیلڑی گورو امرت کی کھان
سیس دیئے جو گرو ملیں تو بھی سستا جان

ارتھ - یہ تن زہر کی بیل ہے - اور گورو امرت کی کھان ہیں - اگر سیس دیئے پر گورو ملیں - تو بھی سستا سمجھنا چاہیئے ؞

۱۴۴

جہاں آپا تہاں آپدا جہاں سنشے تہاں سوگ
کہہ کبیر یہ کیوں مٹیں چاروں دیرگھ روگ

ارتھ - جہاں مغروری ہے - وہاں آپدا ہے - جہاں سنشے (شک) ہے وہاں سوگ ہے - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ یہ چاروں طویل مرض کیوں کر مٹیں ؞

۱۴۵

جہاں دیا تہاں دھرم ہے - جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ تہاں کال ہے - جہاں چھما تہاں آپ

ارتھ - جہاں رحم ہے وہاں دھرم ہے - جہاں لالچ ہے - وہاں گناہ ہے جہاں غصہ ہے - وہاں موت ہے - جہاں کھشما (معافی) ہے - وہاں

پرماتما نواس کرتے ہیں :

۱۴۶

ست پُرش کی آرسی . سنتوں ہی کی دیہہ
لکھا جو چاہے الکھ ہو - ان ہی لکھ یہہ

ارتھ - سنتوں کا شریر - مالک کی آرسی (آئینہ) ہے - اگر اس کو دیکھنا ہے - تو اُن میں دیکھ لے :

۱۴۷

من میرا پنچھی ہُوا - چڑھ کر چلا آکاش
سورگ لوک خالی پڑا - صاحب سنتوں پاس

ارتھ - میرا من پرند ہو کر اُڑا - آسمان پہ گیا - سورگ لوک خالی پڑا ہُوا تھا - مالک سنتوں کے پاس تھا :

۱۴۸

سادھ ہماری آتما - ہم سادھن کے جیو !
سادھن میں ہم یُوں رہیں جیون پے ملے گھیو

ارتھ - یہ من ہی گورکھ ہے - من ہی گوبند ہے - من ہی اوگھڑ ہے - اگر کوئی شخص من کی تعلیم و تربیت کا راز جانتا ہے - تو من ہی خالق ہو سکتا ہے :

۱۵۰

مارگ چلتے جو گرے - تاہی نہ لاگے دوس
کہیں کبیر بیٹھا رہے - تا سر کرے کوس

ارتھ - راہ چلتے چلتے جو گر پڑتے ہیں - اُن کو کوئی دوش نہیں

دینا۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ جو نہیں چلتے اُن کے لئے البتہ کالے کوس موجود ہیں ؛

۱۵۱

لیک پُرانی نہ تجیں۔ کایَر کپٹل۔ کپُوت
لیک پُرانی پر ہریں۔ شاعر۔ سنگھ۔ سپُوت

ارتھ۔ بزدل۔ ریاکار اور نالائق فرزند پرانی بات کے چھوڑنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ مگر شاعر۔ شیر اور لائق لڑکے پُرانی لکیر کو چھوڑ کر اپنے لئے نئی زمین پیدا کر لیتے ہیں ؛

۱۵۲

کھیت نہ چھاڑے سوُرماں۔ جوجھے دو دل ماہنہ
آسا جیون مرن کی۔ من میں راکھے ناہنہ

ارتھ۔ شجاع اور بہادر کھیت نہیں چھوڑتے۔ دو فوجوں کے درمیان مچل مچل کر لڑتے ہیں۔ ان کے دلوں میں زندگی اور موت کا مطلق خیال نہیں رہتا ؛

۱۵۳

سادھ۔ ستی اور سوُرماں ان کی بات اگادھ
آسا چھانڈیں دیہہ کی۔ تن میں ادھکا سادھ

ارتھ۔ سادھو۔ ستی اور سوُرماں ان کی باتیں نیاری ہوتی ہیں۔ جن میں زندگی کی ہوس نہیں ہے۔ انہیں میں زیادہ سادھن ہے ؛

۱۵۴

لڑنے کو سب ہی چلے۔ ششتر باندھ انیک
صاحب آگے آئیے۔ جو جھیگا کوئی ایک۔

ارتھ۔ لڑنے کو بہت سے آدمی طرح طرح کے ہتھیار باندھ کر نکلے۔ مگر جو شخص مالک کے سامنے سینہ سپر ہو کر لڑے گا۔ وہ کوئی ایک ہی ہوگا؛

۱۵۵

جو جیئیں گے تب کہیں گے۔ اب کچھ کہا نہ جائے
بھیڑ پڑے من مسخرا۔ لڑے کہ دھون بھگ جائے

ارتھ۔ ابھی کچھ نہ کہو۔ جب لڑ کر مر جائیں۔ تب زبان کھولنا۔ کون جانے یہ من مسخرا ہے۔ بھیڑ پڑنے ہی لڑے گا۔ یا بھاگ جائے گا؛

۱۵۶

دیہہ کھیہ ہو جائے گی۔ پھر کون کہے گا دیہہ
نشچے کر اُپکار ہی۔ جیون کا پھل ایہہ

ارتھ۔ یہ جسم خاک ہو جائے گا۔ پھر تجھے دینے کو (خیرات کرنے کو) کون کہے گا۔ یقین رکھ کہ پراوپکار کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے؛

۱۵۷

دان دیئے دھن نہ گھٹے۔ ندی نہ گھٹے نیر
اپنی آنکھوں دیکھ لو۔ یوں کتھ کہیں کبیر

ارتھ۔ دان دینے (خیرات کرنے) سے دھن (دولت) کم نہیں ہوتا جس طرح ہر ایک کو پانی دینے سے دریا کا پانی کم نہیں ہوتا۔

یہ بات اپنی آنکھوں سے دیکھ لو۔ کبیر صاحب یہ بات کہہ گئے ہیں ؎

۱۵۸

نرمل بھیا تو کیا بھیا۔ جو نرمل مانگے ٹھور
مل نرمل سے رہت ہیں تے سادھو کوئی اور

ارتھ۔ جو نرمل ہو کر آشرا مانگے تو اُس کے نرمل ہوتے سے کیا فائدہ۔ مل اور نرمل سے جو مبرا ہوتے ہیں۔ وہ سادھو کوئی اور ہی ہوتے ہیں ؎

۱۵۹

کانچے بھانڈے سے رہے۔ جیوں کمہار کا نیہہ
بھیتر سے رکھشا کرے۔ باہر چوٹ دیہہ

ارتھ۔ گھڑا بنانے والا کمہار کچے گھڑے کو ہاتھ میں لے کر باہر سے ٹھپھپاتا ہے۔ اور اندر سے سہارا دیئے رہتا ہے۔ اسی طرح گورو کو ہونا چاہیئے ؎

۱۶۰

گانٹھے ہو ہاتھ کر۔ ہاتھ ہوئے سو لے
آگے ہاٹ نہ بانیا۔ لینا ہوئے سو لے

ارتھ۔ جو کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اُسے دان کر دے۔ اور جو گانٹھ میں ہو۔ اُسے دان کرنے کے لئے ہاتھ میں لے لے۔ کیونکہ آگے نہ تو بازار ہے۔ اور نہ بنیا ہی۔ جو کچھ پُنیہ کمانا ہو۔ یہیں کما لے ؎

۱۶۱

راجا ۔ رانا ۔ راؤ رنگ ۔ بڑا جو سمرے رام
کہہ کبیر سب سے بڑا ۔ جو سمرے نشکام

ارتھ ۔ راجہ ۔ رانا ۔ راؤ اور فقیر ۔ ان سب میں وہی بڑا ہے ۔ جو رام کا سمرن کرے ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ سب سے وہی بڑا ہے ۔ جو نشکام بھاؤ سے پربھو کا سمرن کرتا ہے ؛

۱۶۲

سیوا کو دونو بھلے ۔ ایک سنت اک رام
رام جو داتا مکتی کے ۔ سنت جپاویں نام

ارتھ ۔ دنیا میں دونو ہی سیوا کرنے کے یوگیہ ہیں ۔ ایک سنت مہاتما اور دوسرے رام رام تو مکتی کے دینے والے ہیں اور سنت نام جپانے ہیں ؛

۱۶۳

گرنتھ پنتھ سب جگ کے بات بتاوت تین
رام ہردے من میں دیا اور تن سیوا میں لین

ارتھ ۔ ست شاستر اور دنیا کے تمام مذہب تین باتیں بتلاتے ہیں کہ رام کا نام ہردے میں ہو ۔ من میں دیا ہو ۔ اور تن سیوا میں لگا ہوا ہو ؛

۱۶۴

تن پوتر سیوا کیئے ۔ دھن پوتر کیئے دان !
من پوتر ہری بھجن سے ہرت ترمی بدھ کلمیان

ارتھ۔ تن (جسم) سیوا کرنے سے پاک ہوتا ہے۔ دولت خیرات کرنے سے پاک ہوتی ہے۔ من ہری بھجن کرنے سے پوتر (پاک) یہ تین طریقے عمل میں لانے سے کلیان ہوتا ہے ؎

۱۶۵

رُوکھا سُوکھا کھائے کے تو ٹھنڈا پانی پیو
نہ دیکھ پرائی چوپڑی ۔ مت للچائے جیو

ارتھ۔ روکھا سوکھا جو مل جائے۔ اُس کو کھا کر ٹھنڈا پانی پی لے دوسرے کی چپڑی روٹی دیکھ کر کیوں جی للچاتا ہے ؎

کامیابی کے راز

یہ کتاب سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی تصنیف ہے۔ کتاب کیا ہے دریا کو کوزے میں بند کیا گیا ہے۔ متعدد زبانوں میں اس کا ترجمہ ہو چکا ہے۔ کتاب ہر لحاظ سے دیدہ زیب قیمت صرف ۶

نوٹ۔ سوامی رام تیرتھ جی مہاراج کی دیگر تمام تصانیف ہم سے طلب کریں۔ نیز ہر قسم کے آرڈر کی فوراً تعمیل کی جاتی ہے ؎

ملنے کا پتہ: جنرل بکڈپو تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

۱۶۶

ہاتھی گھوڑے دھن گھنا۔ چندر مکھی بہو نار
نام بنا یم لوک میں پاوت دُکھ اپار

ارتھ۔ جن کے ہاں ہاتھی۔ گھوڑے۔ بیشمار دولت اور چندر مکھی جیسی استری ہے۔ اگر انہوں نے زندگی میں ہری نام کا سمرن نہیں کیا۔ تو وہ مرنے کے بعد یم لوک میں جاتے اور لا انتہا دکھ پاتے ہیں ؛

۱۶۷

گنگا تیر جو گھر کرے۔ پیوے نرمل نیر!!
بن ہری سمرن مکتی نہ یوں کہے گئے داس کبیر

ارتھ۔ جو گنگا کے کنارے پر اپنا گھر بناتے ہیں۔ وہ سب اس کا صاف شفاف پانی پیتے ہیں۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ گنگا کے کنارے بود و باش رکھنے پر بھی ہری سمرن کے بغیر مکتی نہیں ہو سکتی ؛

۱۶۸

کبیرا بیڑا جرجرا۔ پھوٹے چھید ہزار
ہلکے ہلکے ترگئے۔ ڈوبے جن سر بھار

ارتھ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زندگی کا جہاز جرجرا ہو گیا ہے اس میں ہزارہا سوراخ ہو گئے ہیں۔ جو ہلکے ہیں۔ وہ پار اُتر جائینگے یعنی کنارے جا لگیں گے۔ مگر جن کے سر پہ وزن یعنی گناہوں کا بوجھ ہے۔ وہ ڈوب جائیں گے ؛

۱۷۰

چلتی چکی دیکھ کے دیا کبیرا رو ئے
دو پاٹن کے بیچ میں ثابت رہیا نہ کوئے

ارتھ ۔ چلتی چکی دیکھ کر کبیر داس جی رو دیئے ۔ کیونکہ چکی کے دو پڑوں کے درمیان جو آگیا ۔ وہ ثابت نہیں رہا ۔ یعنی پس کر آٹا ہو گیا ؛

۱۷۱

مایا مرے نہ من مرے ۔ مر مر گئے شریر
آشا ترشنا نہ مرے ۔ کہہ گئے داس کبیر

ارتھ ۔ مایا اور من کو مارتے مارتے کئی انسان خود لقمۂ اجل ہو گئے ۔ مگر نہ مایا ہی مری اور نہ من ہی ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ جس طرح مایا اور من دونو نہیں مرتے ۔ اسی طرح آشا اور ترشنا بھی نہیں مرتے ۔ ان سب کا مارنا بہت مشکل ہے ؛

۱۷۲

کبیرا اس سنسار میں ۔ گھنے منش متی ہین
رام نام جانے نہیں ۔ آئے ٹوپا دین ۔

ارتھ ۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں ۔ کہ اس سنسار میں وہ انسان بہت ہی مورکھ ہے ۔ جس نے سنسار میں آ کر عیش و عشرت کی زندگی بسر کی مگر رام نہیں جانا ؛

۱۷۳

اُت تے کوئے نہ آوئی ۔ جاسوں پوچھوں دھائے
اِت تے سب ہی جات ہیں ۔ بھار لدائے لدائے

ارتھ - اُدھر (پرلوک) سے تو کوئی لوٹ کر آیا نہیں - جن سے دوڑ کر
پوچھوں - اور اِدھر سنسار سے تمام لوگ اعمالوں کا بوجھ لاد
لاد کر جاتے ہیں - اس لیئے ان سے پرمیشور کا گیان پوچھنا
بیفائدہ ہے ؛

—— ۱۷۴ ——

جگ میں بیری کوئی نہیں - جو من سیتل ہوئے
یہ آپا تو ڈال دے - دیا کرے سب کوئے

ارتھ - اگر من سیتل ہے - تو پھر جگت میں تیرا کوئی دشمن نہیں - تو
خودبینی کو دُور کر دے - آپ ہی تیرے اُوپر دیا کریں گے ؛

—— ۱۷۵ ——

سانچے شراپ نہ لاگئی - سانچے کال نہ کھائے
سانچے کو سانچ ملے - سانچے ماہیں سمائے

ارتھ - جو سچا ہے - اُس کو کسی کی بددعا سے نقصان نہیں پہنچتا - سچے
کو موت نہیں کھاتی - سچے آدمی کو پرماتما مل جاتے ہیں اور وہ سچے
پریم پد میں سما جاتا ہے ؛

—— ۱۷۶ ——

کبیرا سوتا کیا کرے - جاگن کی کر چونپ
یہ دم ہیرا لال ہے - گن گن گورو کو سونپ

ارتھ - کبیر سوتا ہوا کیا کرتا ہے - جاگنے کی عادت ڈال - یہ سانس
ہیرا لال کی طرح قیمتی ہے - اس کو گن گن کر گورو کو سونپ دے ؛

۱۷۷

مور تور کی جیوری - بٹ باندھا سنسار
داس کبیرا کیوں بندھے جاکے نام اُدھار

ارتھ - یہ میرا ہے - یہ تیرا ہے - اس خیال نے تمام سنسار کو باندھ رکھا ہے - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ وہ کیوں بندھا جائے - جس کو صرف نام ہی کا اُدھار ہے ؛

۱۷۸

کُل ابھیمان کھوئے کے - جیت مؤا نہیں ہوئے
دیکھت جو نہیں دیکھا - ادرشٹ کہاوے سوئے

ارتھ - جاتی ابھیمان کو چھوڑ کر کسی سے جیتے جی مرا نہیں جاتا - دیکھتے ہوئے بھی جو نظر نہ آوے - اُس کو ادرشٹ (دکھائی نہ دینے والا) کہتے ہیں ؛

یوگ سادھن کی کتب

یوگ آسن	۵ر	پرانایام ودھی	۲ر
ہیولی کرم	ار	بے چین دل	۳ر
پریم بھگتی	۲ر	بنج گھر کی سیر	۳ر

یجروید کا اردو ترجمہ ۸ر

ملنے کا پتہ: جنرل بکڈپو تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور

۱۷۹

ناری ایک سنسار سے آئی۔ مائی نہ واکے باپ نہ جائی
گوڑنہ موڑنہ پران آدھار۔ تا میں بھرم رہا سنسار

ارتھ۔ مایا ایک استری ہے۔ جو اس سنسار میں آئی ہوئی ہے۔ اس کی نہ ماں ہے۔ نہ باپ نے پیدا کیا۔ سر پیر کچھ نہیں۔ اور نہ وہ پران والی ہے۔ اس میں سنسار بھرم رہا ہے:

۱۸۰

جوگی جنگم جیوڑا۔ سنیاسی درویش!!
بنا پریم پہنچیں۔ دُر لبھ ست گورو دیش

ارتھ۔ جوگی۔ جنگم۔ سراوگی۔ سنیاسی۔ درویش خواہ کوئی ہو۔ جب تک پریم نہ ہوگا۔ کبھی گورو کے دیش کو نہ پہنچ سکینگے

۱۸۱

نیر تھ برت کر جگ موا۔ ٹھنڈے پانی نہائے
ست نام جانے بنا کال جگت جگ کھائے

ارتھ۔ دُنیا تیرتھ برت کرتے اور ٹھنڈے پانی میں نہاتے مر گئی ست نام کے جانے بغیر کال جگت کو کھاتا رہا:

۱۸۲

جب لگ بھگتی سکام ہے۔ تب لگ نرپھل سیو
کہیں کبیر وہ کیوں ملیں۔ نہہ کامی نج دیو!

ارتھ۔ جب تک بھگتی کسی غرض کے ساتھ ہے۔ تب تک تمام محنت بے فائدہ ہے۔ کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ کہ وہ

جو عیب مل اور بے نیاز دیوتا ہیں ۔ کیسے مل سکتے ہیں ؛

۱۸۳

نہائے دھوئے کیا ہوا ۔ جو من میں میل سمائے
مین سدا جل میں رہے ۔ دھوئے باس نہ جائے

ارتھ ۔ نہانے دھونے سے کیا ہوگا ۔ جب من میں میل سمائی ہو ۔ مچھلی ہمیشہ پانی میں رہتی ہے ۔ مگر پھر بھی اُس کی دھونے سے بدبُو نہیں جاتی ؛

۱۸۴

اَوگن کہوں شراب کا ۔ گیان ونت سُن یہہ
مانس سے پشوا کرے ۔ دام گانٹھ سے دیہہ

ارتھ ۔ اے گیان والے آدمیوں ! سُن لو ۔ شراب میں کیا کیا عیب ہیں ۔ ایک تو یہ انسان سے حیوان بناتی ہے ۔ دُوسرے اس کے پینے سے دولت بھی گانٹھ سے جاتی ہے ؛

۱۸۵

سُکھ کا ساگر شیل ہے ۔ کوئی نہ پاوے تھاہ
شبد بنا سادھو نہیں ۔ دربہ بنا نہیں شاہ

ارتھ ۔ سُکھ کا سمندر شیل ہے ۔ اُس کی تھاہ نہیں ملتی ۔ جس طرح شبد کے بغیر یعنی یوگ ابھیاس کئے بغیر کوئی سادھو نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ دولت کے بغیر کوئی امیر ہو سکتا ہے ؛

۱۸۶

جا کارن جگ ڈھونڈھیا۔ سو تو ہردے ماہنہ
پردہ دیا بھرم کا۔ تا ئے سوجھے ناہنہ

ارتھ۔ جس کے کارن تمام دُنیا چھان ماری۔ وہ دل میں موجود ہے۔ صرف بھرم کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ جس سے وہ منظر نہیں آیا؛

۱۸۷

شبد ہی مارے بن گئے۔ شبد ہی تجیا راج
جن یہ شبد بویکیا۔ تا کا سریا کاج

ارتھ۔ شبد کے مارے بن کو چلے گئے۔ شبد کی زد سے راج کو ترک کر دیا۔ جس کسی نے اس شبد کو اچھی طرح سمجھ لیا۔ اُس کا کام بن گیا؛

۱۸۸

تیرتھ گئے تے ایک پھل سنت ملے پھل چار
ست گورو ملے انیک پھل۔ کہے کبیر وچار

ارتھ۔ تیرتھ جانے سے ایک پھل ملتا ہے۔ اور اگر کوئی سنت مل جائے۔ تو چار پھل ملتے ہیں۔ اگر ست گورو مل جائیں۔ تو انیک (بیشمار) پھل ملتے ہیں۔ کبیر صاحب وچار کر کہتے ہیں؛

۱۸۹

گرہ یوگیشور گورو بنا - لاگا ہری کی سیو
کہے کبیر بیکنٹھ تے - پھیر دیو شک دیو

ارتھ - جو جنم سے ہی یوگیشور ہے - اور جس نے کسی کو اپنا گورو نہیں بنایا - اور بغیر گورو کے ہی ہری کی سیوا میں لگا رہا کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ جس طرح شک دیو جیسے یوگی کو بیکنٹھ سے واپس آنا پڑا - اُسی طرح اُس یوگیشور کو بھی بیکنٹھ سے واپس آنا پڑے گا ؛

۱۹۰

کبیر تین لوک نو کھنڈ میں گورو تے بڑا نہ کوئے
کرتا کرے نہ کر سکے - گورو کرے سو ہوئے

ارتھ - کبیر صاحب فرماتے ہیں - کہ تین کھنڈ میں گورو سے بڑا کوئی نہیں - پرماتما بھی جس کام کو کرنا چاہیں - نہیں کر سکتے مگر گورو جو چاہیں - کر سکتے ہیں ؛

عملی ویدانت

سوامی رام تیرتھ ایم۔اے

تلک کا شریمد بھگوت گیتا

پبلشرز:- جنرل بک ڈپو لوہاری گیٹ لاہور